کائنات قبل اسلام

[illegible]

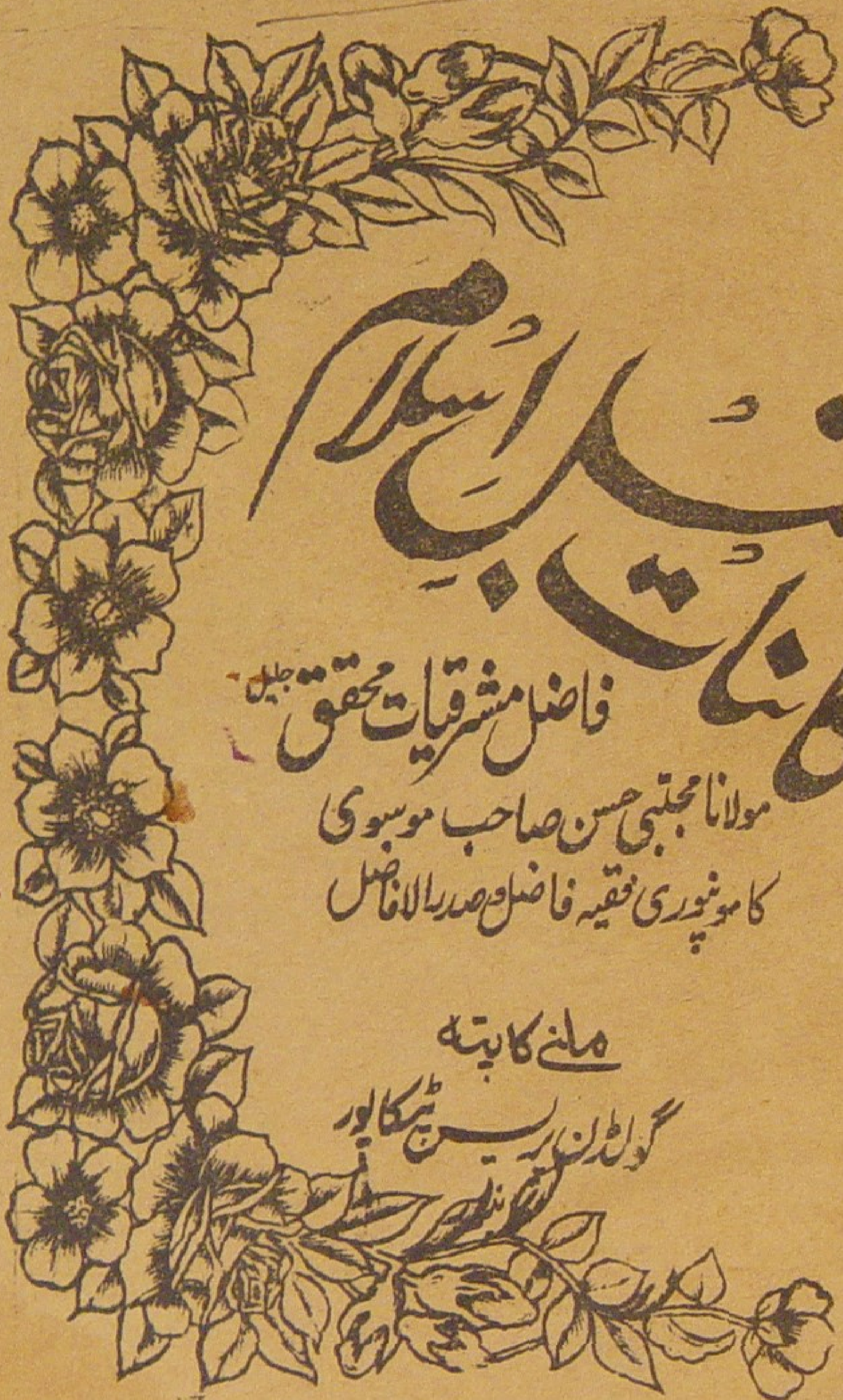
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]





# کاہنات قبل اسلام

فاضل مشرقیات محقق جلیل
مولانا مجتبیٰ حسن صاحب موسوی
کامونپوری فقیہ فاضل و صدر الافاضل

ملنے کا پتہ
گولڈن ریس ٹکاپور

قیمت فی جلد ۵ر

# تذکرہ مصنف علامہ

حضرت سلطان المحققین مولانا مجتبیٰ حسن صاحب قبلہ موسوی کاموں پوری فقیہ فاضل الہ آباد یونیورسٹی و صدر الافاضل جامعہ سلطانیہ لکھنؤ غازی پور ایسے مردم خیز اور مرکز و معدن علم و فضل ضلع کے ایک موضع (کاموں پور) کے رہنے والے ہیں۔ غازی پور ہمیشہ علما و مجتہدین افاضل و مورخین۔ فلاسفہ و مہندسین۔ واعظین و مبلغین مصنفین۔ اطبا و شعرا کا مرکز رہا ہے۔

علامہ مجتبیٰ حسن صاحب کی ابتدائی اور اوسط تعلیم بنارس میں ملکی الصفات مولانا و مقتدانا علی جواد صاحب و مولانا محمد سجاد صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہما کے زیر توجہ ہوئی علامہ موصوف بنارس سے جامعہ ملیہ ناظمیہ لکھنؤ میں شریک ہوئے۔

الہ آباد یونیورسٹی کے امتحانات یہیں سے دئے۔ یہاں سے جامعہ سلطانیہ لکھنؤ (مسلمانان ہند کی بہت بڑی شاہی عربی یونیورسٹی) میں داخل ہوئے اور وہاں کی آخری سند صدر الافاضل حاصل کی۔ خارج سے لکھنؤ کے اکابر علما و مجتہدین سے سلسلۂ درس و تدریس رکھا۔ علمائے نے اجازہ اور گرانقدر اسناد دئے۔ تصنیف و تالیف اور مقالہ نگاری کا شوق فطری تھا عربی و اردو میں سیکڑوں مضامین لکھے اور شائع ہوئے مستقل تصانیف تالیف کیں۔ مدرسۂ اسلامیہ بہار میں مدرس اعلی رہے۔ بعض اردو اخبار کی ادارت بھی کی۔ اکثر افاضل نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

مولوی زوار حسین صاحب مولوی فاضل پنجاب مولوی اسد علی صاحب فاضل ادب لکھنؤ (جو بالفعل عراق میں زیر تعلیم ہیں) مولوی جرار حسین صاحب فاضل ادب الہ آباد یونیورسٹی مولوی اسرار حسین صاحب فاضل ادب۔ مولوی مقبول حسن صاحب فاضل ادب وغیرہ آپ کے ممتاز تلامذہ میں ہیں۔ علامۂ موصوف کئی سال سے شب و روز مطالعہ تاریخ میں صرف کر رہے ہیں۔ جنوری میں جامعہ ازہر مصر (دنیا کی سب سے پہلی یونیورسٹی) کے شعبہ تحقیق میں شرکت کے لئے روانہ ہو جائینگے۔

---

سید سعادت حسین اڈیٹر اخبار اقدام کانپور۔

یکم جنوری ۱۹۳۵ء

۱

۸۶

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ لاھلھا

# کائناتِ قبل اسلام کی بہیمیت و بربریت کا نظارہ

## جاپان، مصر، تبت، ہند، فارس، جزیرہ مالٹا، روس یونان، یورپ، عرب وغیرہ کی اخلاقی مذہبی اور تمدنی تاریخ کا جائزہ

## مستشرقین یورپ کی الزام تراشیوں کا تماشا

### علم الاصنام کی دلچسپ تحقیقات

## مادیت کی گھنگھور گھٹا میں توحید خالص کی برق تابی

## فاران کی چوٹی پر دعائے خلیل اور نوید مسیحا کا ظہور

اہل یورپ آج جنگی مادی ترقی کا پارہ انتہائی ڈگری پر پہونچا ہوا ہے۔ اپنے غازۂ رخسار سے دنیا کے اکثر بھولے بھالے انسانوں کی نظر میں حسن کے تنہا مالک بن بیٹھے ہیں مگر اسلام جو کہ دنیا کے قدیم و جدید تمدن کی ناقابل انفکاک و انفصال کڑی ہے اب بھی

یورپ اور اس کے عقائد - اوسکے تمدن - اسکی تہذیب کو حقارت وذلت کی نظر سے دیکھ رہا ہے - یورپ کو اپنے حریف کے جاہ وجلال پر جسقدر رنج وغصہ ہے اوس کا ظہور اسکی ہر بار سائنس سے ہوتا ہے۔

پہلے تو یورپ اسلام کو اندھا دھند الزامات کا نشانہ بناتا ہے مگر جب اس کے اعتراضات کا ترکش خالی ہو گیا اور اسے خوب تجربہ ہو گیا کہ اس علمی دنیا میں اب اسلام ہی کے اصول زندگی مانگے جا رہے ہیں جب یورپ اسلام کے قوانین فطرت سے ٹکرا کر روشنی کی دنیا میں بدنام ہونے لگا تو اسے اتہامات والزامات کی روح کو نیا جسم دینا پڑا۔

اسے اسلام کی تمدنی جامعیت قہراً ماننی پڑی مگر اس نے یہ کہکر اسلام کے احسانات سے اپنے خیال میں سبکدوشی حاصل کرنی چاہی کہ اسلامی تمدن خود اسلام کا کوئی تحفہ نہیں ہے بلکہ یہ تمدن یونان وفارس کے تمدن کی باہمی امتزاج وآمیزش کی ایک نئی صورت ہے۔ عیسائی مورخ جرجی زیدان تاریخ التمدن الاسلامی الہلال مصر ۱۹۱۴ء میں اس اعتراض کو یاد دلاتا ہے۔ زعم بعض[ع] الکتاب من الافرنج ان العرب لا فضل لهم في تمدنهم الاسلامي لانهم انشاؤه على انقاض التمدن اليوناني والفارسي فالتمدن الاسلامي عندهم عبارة عن مزيج من ذينك التمدنين مع بعض التعديل بظاہر جرجی زیدان کو یورپ کی اس رائے سے اختلاف ہے۔ وہ منصفانہ لہجہ میں مگر پورے اندرونی تعصب کے ساتھ یہ انکشاف کرتا ہے کہ اسلام کو بیرونی امداد کی ضرورت نہیں تھی۔ بلکہ عرب قبل اسلام کا تمدن خود اعلیٰ اور اکمل تھا - اس خیال کو صاف صاف الفاظ میں جب یورپ اعتراض کا لباس پہناتا ہے تو یوں کہتا ہے - عرب قبل الاسلام بعد الاسلام سے بدرجہا بہتر تھا۔ اسلام سے دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا - اسلام نے جو کچھ پیش کیا وہ عرب ہی سے لیکر

ع کچھ مصنفین فرنگ کا خیال ہے کہ تمدن اسلام میں کوئی فضیلت نہیں ہے - تمدن اسلام کچھ ترمیم کے ساتھ یونان و

وہ بھی ناکامیاب طریقے سے۔

میرا خیال ہے کہ اگر میں تاریخی روشنی میں یہ دکھا دوں کہ جسوقت اسلام آیا ہے اسوقت عرب کی کیا حالت تھی۔ اگر میں ثابت کر لیجاؤں کہ اسلام نے جو تمدن پیش کیا ہے وہ عرب کے خواب وخیال میں بھی نہ تھا تو یہ کوئی گرانقدر خدمت نہیں سمجھی جاسکتی میں کسی توہین کے لہجہ میں نہیں کہتا میں ایک واقعیت کا اظہار کر رہا ہوں کہ اسلام کوئی موسوی یا عیسوی دین نہیں ہے جسکا فریضہ بنی اسرائیل کی چند بھیڑوں کی گلہ بانی پر ختم ہوجاتا ہو (متی ۱۵/۱۴)

یہودیت وعیسائیت کے علاوہ دنیا میں اور مردہ یا نیم مردہ مذاہب بھی ہیں ہمارا ان سب سے یکساں مقابلہ ہے۔ اس لیئے صرف عیسائیت کے مقابلہ میں ہماری فتح کوئی چیز نہیں ہے۔

ہاں اسلام کے وسیع وعالمگیر پیغام کو سامنے رکھکر۔ اسلام کے دعوے رسالت مطلقہ کو تول کر کائنات کے مطالعہ اور نتائج کے استنباط سے اسلام کے اعلان عام کی حمائت یا تنقیص کیجاسکتی ہے۔ میرا تاریخی معلومات کی بنا پر یہ عقیدہ ہے کہ مجموعہ عالم کے تمدن کو جسمیں مجھے کسی استثنا کی گنجائش نہیں نظر آتی اسلام کے سنہرے اور مکمل تمدن کے مقابلہ میں محققانہ فیصلہ کے ماتحت کوئی نسبت نہیں دیجاسکتی میں مسلمان ہوں ابوالبشر آدم سے کلمۃ اللہ عیسیٰ بن مریم تک سلسلہ نبوت کی ہر کڑی کا ایک خاص عظمت کے ساتھ معترف ہوں۔ میں اونکی نبوت کی صداقت کا قائل اور اون کے مکمل انسان ہونے کا مدعی ہوں۔ میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہر قوم میں انبیا آتے رہے ہیں۔

لیکن جب دنیائے انسانیت طفولیت کی منزلیں طے کر رہی تھی۔ اسے

ابتدائی اور موٹے موٹے اصول کی حاجت تھی۔ اسکے نصاب تعلیم میں جلد جلد تغیر کی ضرورت تھی۔ اسے ایک ایسے ناموس اعظم ایک انتہائی لائحہ عمل کی زیادہ ایک ایسے صحیفہ کی ضرورت تھی جس میں مبادیات اخلاق اور دیگر سارے اور معمولی اصول کی تلقین کیگئی ہو۔

انبیا جو کچھ لائے وہ وقت کے اقتضا کے موافق لائے۔ مگر اسے بھی شریر انسانوں نے عام قبولیت کا درجہ نہیں دیا۔ اور اب تو تحریف و ترمیم نے ان اصول و فروع کو اسقدر مسخ کر دیا ہے کہ اصلی حالات کا پتہ لگانا محال ہو گیا ہے۔

## مادہ پرستی کا دور اوّل

خلیفۃ اللہ فی الارض یا عالم اکبر کار میں انسان اپنی ظاہری صورت کے لحاظ سے کتنا ہی وجیہ کیوں نہو۔ مگر جنس سافل کے سامنے اس کی عظمت کے لئے صرف اتنی ہی وجہ ناکافی ہے۔ انسان کے ایسے اعضا و جوارح کم و بیش دوسری متحرک مخلوق کے پاس بھی ہیں۔ انسان و حیوان کے اجزائے ترکیبی میں کوئی بیّن فرق نہیں معلوم ہوتا ہے مگر جس چیز کا صرف انسان ہی مالک ہے اور مخلوقات سے چھلکتی ہوئی کائنات میں جو چیز اسکو سب سے برتر و بالا ثابت کرتی ہے وہ اس کے قوائے کامنہ ہیں

انسان کی غیر محدود صلاحیت اور مخفی قویٰ میں جس طاقت کا فعلی مظاہرہ اسکی مادی زندگی کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ وہ اسکا جاذبہ صیانت حیات ہے۔ شروع شروع اسے کائنات سے کسی نظام کے ماتحت استفادہ کا سلیقہ نہیں تھا مگر اس کی بیتاب فطرت پہلی ہی فرصت میں ہر چیز کی آزمائش کا حوصلہ

رکھتی تھی اُسے آگ کی چمک اچھی معلوم ہوئی اسے سانپ کا لہرانا پسند آیا۔ کبھی وہ شیر کا ڈیل ڈول دیکھکر مچلا۔ کبھی اونچے اونچے پہاڑ اسے خوبصورت معلوم ہوئے اسوقت وہ صرف امنگوں کا پتلا تھا۔ وہ کائنات کے مناظر پر ٹوٹ پڑا آگ نے اُسے جلایا۔ سانپ نے کاٹا۔ شیر نے زخمی کیا۔ جذبِ حیاتِ حیات اسکے سامنے آیا۔ اب وہ اپنے ماسوا سب سے جھجکنے لگا۔ اس تصادم سے اس نے یہ غیر منطقی نتیجہ نکالا کہ ایک میں ناتوانِ محض ہوں اور سب طاقت والے ہیں جب انسانیت کچھ اور بلند ہوئی تو اُسے یہ غور کرنا پڑا کہ ہم یہاں کیسے آئے۔

اُس نے پہلے پہل جب آنکھ کھولی تھی اسوقت بھی اسے مناظرِ قدرت اپنے شباب میں نظر آئے تھے۔ اور اب بھی جبکہ وہ اپنے حالات میں تو بچپنے۔ جوانی۔ بڑھاپے کے انقلابات دیکھ رہا ہے۔ مگر اونچے اونچے پہاڑ۔ پُرشور بہتے ہوئے دریا اُسے ایک حالت میں لازوال نظر آتے ہیں۔

میرِ کارواں کا پتہ لگانا انسان کا فطری جذبہ تھا۔ وہ اپنے قافلہ سالار کو پہچاننا بھی تھا مگر وہ تاریکی میں تھا۔ اسکی عقل و شعور کی روشنی اپنی لو جتنی تیز کرتی جاتی تھی اُسے اتنا ہی بھولا ہوا سبق یاد آرہا تھا۔

انسان کے بے صبر اور بے چین فطرت ہونے میں کسے شک ہے اس نے اپنی ذرا سی روشنی میں اپنے سبب اول کی تلاش میں جلدی کی۔ اسکی باطنی یاد نے یہ تو یقین کامل ہی باور کرادیا کہ اوس کا کوئی بھیجنے والا ہے۔ مگر وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ کون ہے۔ ایک معلوم ہی دوسری مجہول کے پتہ لگانے کے اصول کو وہ صحیح طور سے ترتیب تو نہیں دے سکتا تھا۔ مگر اسے کچھ کچھ اس اصول کی چمک معلوم ہونے لگی تھی اس نے اپنے تجربہ سے مدد لی وہ آگ پانی۔ اور اونچے اونچے پہاڑوں سے مرعوب ہوچکا تھا۔ اس نے اپنی پریشان فکری کو

یہ سمجھا کر تسلی دیدی کہ مناظر ہی کا مجموعہ میرا خالق ہے۔ انسانیت نے کچھ اور ہوش سنبھالا انسان کا زمین سے اپنے خیال میں فرصت پا چکا تھا اُسے بلند نظری کی بھوک ہوئی۔ اس نے چاند سورج اور عجیب عجیب ستارے دیکھے۔ اس نے زمین کی اشیا سے زیادہ ان میں عظمت پائی۔ اس نے اپنے خداؤں کی فہرست میں جلی حرفوں سے ان کا نام بھی لکھ لیا۔

انسانیت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ آسمان و زمین کے لاتعداد خداؤں کی فہرست مرتب ہو چکی تھی اب وہ اس سلسلہ کو ختم ہی کرنیوالا تھا کہ اُسے اپنی صنف کے کچھ افراد ایسے نظر آئے جو ان ہیبتناک پہاڑوں کو تراش رہے تھے جو کہ ان سرکش اور گریزپا دریاؤں کے دہانے جسطرف چاہتے تھے موڑ دیتے تھے پہاڑ اس کے غلام بنے ہوئے تھے۔ دریا اس کے اطاعتگزار تھے شیر اوس کے پیروں کو چومتے تھے۔ دفعتہً آسمان و زمین کا جلال اسکی نگاہوں سے گھٹ گیا۔ انسان کے پردہ میں اسے ناقبیت کا تصور ہوا۔ وہ یہ کہتے ہوئے سجدہ میں جھک گیا کہ مینے اپنے خدا کو پا لیا مینے اپنے خدا کو پا لیا کچھ دنوں تک صبر و سکون سے وہ ان کو معبود اکبر سمجھتا رہا۔ انسان اپنی دھن میں ہے نظام عالم اپنا کام کر رہا ہے فرشتۂ اجل نے ان حکمراں اور توانا خداؤں کو ہمیشہ کی نیند سلادیا۔ بیکسی اور پھر فنا اون کے خلاف تقریریں کر رہی تھی مگر عرصہ تک جنکی توانائی اور اپنی عاجزی جنکی معبودیت اور اپنی عبدیت کے مضبوط و مستحکم رشتے باندھے گئے تھے وہ نہ سہی مگر اون کی خدائی کا تصور یکایک الوہیت کے تخت سے نہیں اُتارا جا سکتا تھا۔ اون کے مجسموں سے ان کی جگہیں پُر کی گئیں۔ انسانیت کی ترقی مزید نے ہر شخص کو اون کمالات کا مالک بنادیا جن کی بنا پر گزشتہ افراد کو خدائی کے لئے چنا گیا تھا۔ آخر انسان نے اپنی بیدار طاقتوں کے اندازہ سے کائنات پر اپنی تسخیری صلاحیتوں کے وثوق سے اور ہر شخص میں ان صلاحیتوں کی

یکسانیت سے مادی خداؤں سے دست برداری کا اعلان کردیا وہ گھڑی مادہ پرستی کی احتضاری ساعت تھی جب انسان کو اپنی سابق گمراہیوں پر ندامت ہوئی اور اس نے خدا کو ایک مافوق المخلوق طاقت کی حیثیت سے دیکھا مگر ابھی وہ اپنے نفسیاتی حصار سے باہر قدم نہیں نکال سکتا تھا۔ اسے ابھی یہ سوچنا باقی تھا کہ ہمارا معبود مافوق المخلوق سہی لیکن اعضائے عاملہ کی اسکو بھی ضرورت ہوگی۔

انسان کو دیگر مخلوقات میں کسی کے ہاتھ پیر۔ رنگ نقشہ میں زیادہ جاذبیت نہیں معلوم ہوئی اسے اپنے اعضاو جوارح زیادہ کامل اور خوبصورت نظر آئے اس نے تصویر یار میں اپنا رنگ بھرنا شروع کیا۔ تصویر تیار ہوئی وہ عرصہ تک اسے پیار کرتا رہا۔ اسدن مادیت اور اوہام پرستی کا جنازہ نہایت حقارت سے اٹھادیا گیا جسدن انسان نے طے کرلیا کہ خدا ایک ابدی ولازوال اور ماوراء الخیال طاقت کا نام ہے۔ وہ جسم وجسمانیات سے منزہ ہے۔ مخلوقات کی ایسی اس میں کوئی بات نہیں وہ صفات کمال کا مجموعہ ہے۔ ہم اسکی کُنہ حقیقت کا ادراک نہیں کرسکتے یہی مخلوق پرستی اور خدا پرستی کی تدریجی تاریخ ہے اس زمانہ کے پیغمبروں نے جن کو عام زبان میں انسان کامل کہا جاسکتا ہے ہر عصر میں شرک کی مخالفت اور خدائے واحد وقیوم کی اصلی توحید کی تبلیغ کی۔ اس جاہلیت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ان کی کامیابی یہی ہوسکتی تھی کہ کبھی کبھی موحدانہ آوازیں مثل برق کی طرح ایک خفیف سی چمک پیدا کردے۔ مذاہب عالم کے سمجھنے کے لئے تھوڑے تھوڑے نقطہ نظر کے فرق سے بہت سی کتابیں لکھی گئیں ہیں ہمنے ایک خاکہ پیش کردیا ہے جسکو زیادہ تفصیل مطلوب ہو وہ ملل ونحل ابوالمظفر طاہر بن محمد اسفرائنی۔ ملل ونحل باقلانی متوفی ۴۰۳ھ۔ ملل ونحل ابو منصور بغدادی متوفی ۴۲۹ھ الفصل فی الملل والنحل ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ۔ ملل ونحل شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ ملل ونحل احمد بن مرتضے زبیدی

دبستان مذاہب نقاوۃ الملل وطرادۃ النحل ترجمہ ملل ونحل قلمی" کا مطالعہ کرے۔

## عالم کی مادہ پرستی کی کہانی تاریخ کی زبانی

توریت سے بھی ہمارے بیان کردہ تصورات وقیاسات کی تائید ہوتی ہے۔ کتاب "پیدائش" ڈرومیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل طوفان نوح بت پرستی پھیل گئی تھی۔ اس کی تائید یہودا کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں پر جنھوں نے قائن کی راہ اختیار کی۔

بحار ۱۲۶/۲ میں امام جعفر صادق کی جو حدیث مروی ہے اس سے مخلوق پرستی کی ابتدائی تاریخ اور بہت سے جزی سلسلوں پر عبور ہو جاتا ہے جنکو اب تک عام تاریخیں نہیں معلوم کر سکیں۔

امام فرماتے ہیں کہ قابیل نے جب دیکھا کہ آگ نے ہابیل کی نذر قبول کر لی وہ ابلیس کے کہنے میں آگیا (کہ ہابیل اس آگ کی پرستش کرتے تھے اس لئے نذر قبول ہو گئی) قابیل نے آتش پرستی شروع کر دی۔ امام فرماتے ہیں قابیل نے ایک آتشکدہ کی تعمیر کی۔ قابیل کی اولاد نے ترکہ میں اپنے باپ سے آتش پرستی پائی۔ اس حدیث سے آتش پرستی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے اسباب وعلل کی تفصیل بھی معلوم ہو جاتی بحار ۱۲۶/۲ میں ایک اور حدیث ملتی ہے جس سے مجسمہ پرستی کی ابتدائی تاریخ کا بھی علم ہو جاتا ہے۔ قبل طوفان نوح بعض مومنین کی وفات سے عام بے چینی پیدا ہو گئی ابلیس نے ان کا مجسمہ بنا دیا۔ پھر ان کے بعد مجسموں کو گھروں میں منتقل کیا گیا۔ اس حالت کیساتھ ایک زمانہ گزر گیا دوسرے قرن میں ابلیس نے لوگوں کو یہ فریب دیا کہ یہ مجسمے تمھارے خدا ہیں۔ تمھارے ماں باپ انھیں کو پوجتے تھے مجسمہ پرستی

شروع ہو گئی۔ جناب نوح کے زمانہ تک یہی دور رہا۔ آخرکار جناب نوح کی بددعا سے یہ لوگ عذاب کی زد میں آگئے۔

بحار کی ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آتش پرستی اور مجسمہ پرستی کا آغاز جناب نوح کے بہت پہلے ہو چکا تھا۔ اب ہم زمانہ نوح کے توسط سے اپنے معلومات کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔

مصنف تلخیص التواریخ مطبع العلوم مرادآباد ۱۸۹۶ء لکھتا ہے کہ مہابھارت کی بن پرب میں سب سے پہلے منو کو متو یوست کہا ہے جسکے معنے ہیں صاحب کشتی اور لکھا ہے کہ منش اسی منو کے ۳ خاندان (چاند۔ سورج۔ یون) کے نام سے مشہور ہوئے جنکی نسل سے دنیا کی آبادی ہے۔

اسلامی تاریخ میں بھی ہے کہ طوفان نوح کے بعد نوح کے تین بیٹے ہوئے۔ حام۔ سام۔ یافث انھیں کی نسل سے دنیا کی موجودہ آبادی ہے۔ قدیم زبانوں میں نوح کی متعدد تعبیریں بیان کیجاتی ہیں۔ مجموعہ دساتیر میں گلشاہ عربی میں نوح۔ سریانی میں لشکرا انگریزی میں نوآہ ( NOAH ) سنسکرت میں یویوست منو

اہل ہند نوح کے تینوں بیٹوں میں سے "حام" کو یون، اور سام "کو چاند" اور یافث "کو سورج کہتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سوم کے معنی سنسکرت میں چاند ہیں جو سام کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ اب ہم دنیا کے قدیم ممالک اور اونکے اخلاقی مذہبی اور تمدنی کائنات کا جائزہ لیتے ہیں ہم کو اپنے مطالعہ کے زمانہ میں ایک کتاب۔ دنیا کی سیر مصنفہ بابو پیارے لال زمیندار بروٹھام ودیا ساگر پریس ضلع علیگڈھ م ۱۸۹۹ء کے دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ کتاب اگرچہ بہت مختصر ہے مگر اسمیں دنیا کے قدیم ممالک پر کچھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہم آئندہ اسکے اقتباسات پیش کرینگے۔

**یونان** جو اہل یونان یافث کی نسل سے تھے انکو اپنے مورث اعلیٰ کی پرستش کا خیال پیدا ہوا یہ پرستش جوپیٹر کے نام سے مشہور ہوئی۔ یونانی زبان میں جوپیٹر سورج کو کہتے ہیں تاریخ یونان ڈاکٹر گولڈ اسمتھ ترجمہ منشی وزیر علی مطبع العلوم دہلی سنہ ۱۸۴۶ء سے یونانی تہذیب و تمدن کا کافی اندازہ ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک زمانہ میں یونانی برہنہ ہو کر ایک دوسرے سے لڑتے تھے و انکا کا بت انہیں بہت قدیم خیال کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی چوری کرنے کی حالت میں پکڑ لیا جاتا تھا تو اسکو اسلئے سزا ہوتی تھی کہ تم نے بیوقوفی سے کیوں چوری کی۔ نوجوان لڑکیاں عام طور سے عالم برہنگی میں سب سے ملتی جلتی تھیں۔ ایک بار بہت سے سپاہی یہ عہد کر کے جنگ کیلئے روانہ ہو گئے کہ بغیر فتح کئے نہیں پلٹیں گے۔ اور اپنی عورتوں کیلئے پچاس جوان چھوڑ گئے جو ان کی غیبت میں نیابت کا مردانہ حق رکھتے تھے۔
ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ یونان میں دردناک پابندیوں کے ساتھ غلامی کا رواج بھی پایا جاتا ہے۔

**چین** میرے پیش نظر اسوقت چین کی دو تاریخیں ہیں۔ تاریخ چین مطبع نور الانوار میرٹھ سنہ ۱۸۹۲ء و تاریخ چین مولفہ پادری ایکسوس ترجمہ غازی محمد زماں خاں مشہور فرنگی خواں۔ م ۱۸۹۶ء ان دونوں تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چین میں ۲۴ سو برس پہلے بھی بت پرستی کا وجود تھا حضرت عیسیٰ سے ۶ سو برس پہلے ایک حکیم "لاوزی" پیدا ہوا جسکے شاگردوں سے بت پرستی کی بنیاد پڑی۔ جب یہ مر گیا تو اسکے شاگرد چھوٹے چھوٹے بت استاد کی شبیہ کے نام سے بیچنے لگے تھے۔ عام طور سے اسکی پرستش شروع ہو گی۔ ایک فغفور نے جسکا لقب "اوتی" تھا اس مذہب کو آگے بڑھایا۔ دوسرا طریقہ بت پرستی کا ان میں سنہ ۶۵ء میں رائج ہوا اسکو بودھ کا مذہب کہتے ہیں۔ یہ مذہب ہندوستان سے منگایا گیا تھا ان تاریخوں سے فیثاغورث کا ہندوستان آنا یہاں سے تناسخ کا عقیدہ لیجانا بھی معلوم ہوتا ہے۔

ایکسوس صاحب لکھتے ہیں کہ چین میں بت پرستی بھی تھی الحاد بھی اور ارواح پرستی بھی۔
رسالہ دنیا کی سیر" مصنفہ پیارے لال میں ہے کہ چین کے آدمی مردہ جانور کھاتے تھے کتا۔ بلی۔ مینڈک وغیرہ انکی غذا تھی۔ بیماری میں عورتوں کا دودھ پیتے تھے۔ لاش اسوقت تک مکان میں رکھی رہتی۔ جبتک پنڈت کوئی جگہ نہ تجویز کرے۔ اسمیں عرصہ گزرجایا کرتا تھا۔ چینی بزرگوں کی پوجا کرتے تھے۔ داماد لڑکی کے باپ کو بہت زرِ نقد دیتا تھا۔ بیوہ پھانسی لگاکر خودکشی کرلیتی تھی۔ اوسکی یادگار میں ستی" کا ایک مٹھ تعمیر ہوتا تھا چین میں عناصر اور ستاروں کی پوجا بھی تھی شنگتی انکا سب سے پہلا دیوتا ہے۔ بادشاہ ہر سال اندر دیوتا کی پوجا کرتا ہے۔ اگر دیوتا مصیبت دور نہیں کرتا تو اس کے مندر کو ایک میعاد کے لئے بند کرتے تھے یا اس مورت کو سزا دیتے یا توڑ ڈالتے تھے۔ اگر بارش نہیں ہوئی تو اندر دیوتا کی مورت کو دھوپ میں بٹھاتے۔ جب وبا پھیلتی تو بیماری کے دیوتا کو مارتے تھے۔ مجرم دیوتاؤں پر مقدمہ چلاتے تھے۔ جب مجرم دیوتا کا مقدمہ کرتے تھے تو پہلے اسکی آنکھ پھوڑ دیتے تھے تاکہ وہ حاکم کو پہچان کر نقصان نہ پہونچائے ایک دیوتا ہر شخص کے مکان میں رہتا تھا جسکی ہر روز پوجا ہوتی تھی۔

**روس** ترجمہ تاریخ روس مولفہ سرڈی میکنزی داس م نولکشور ۱۸۹۸ء سے روس کی عجیب و غریب جہالت کا پتہ ملتا ہے۔ مثلاً بتوں کی سواریوں کا نکالنا عورتوں کا سجدے میں گر پڑنا۔ کرامت کے عجیب و غریب غیر معقول واقعات،،

**جزیرہ مالٹا** بعض تجربہ کار سیاحوں نے جزیرہ مالٹا کے مندروں کی تحقیقات کی ہے جو ۱۹۱۵ء میں اتفاقاً ہارکیس کا دلن ،، کے اطراف میں نظر آئے جب اس مقام کو صاف کیا گیا ہے تو ۳ مندروں کے آثار ملے ہیں۔ جن سے ۴ ہزار برس قبل کی تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ چند اسباب ایسے بھی ملے جن سے انکی عبادت کی نوعیت معلوم ہوجاتی ہے

مثلاً بڑی بڑی بھٹیاں جنمیں آگ جلنے کے آثار نمایاں تھے۔ اس سے یہ قیاس کیاجاتا ہے کہ یہاں جانوروں کے قربانیوں کے رسوم ادا ہوتے تھے۔

اعضائے جنسی کی پرستش علم الآثار کے ذریعہ سے ایسے علامات ملے ہیں جن سے معلوم کیا گیا ہے کہ سرزمین داہومی، سوڈانی قبائل مغربی افریقہ، دریائے کانگو کے مندروں میں مجمع الجزائر میں، سماترا، جزائر بنارس میں، جزیرہ نیوگنی میں، جزیرہ سیلیبز، جزیرہ جاوا میں برہا میں، یوگانان کے شمالی حصہ میں، امریکہ میں، الاتری میں عموماً اعضاء جنسی کی پرستش ہوتی تھی۔

ھند۔ ہمکو ہند کی اکثر تاریخوں کے مطالعہ کا موقع ملا ہے مصباح التواریخ خلاصہ تواریخ ہند۔ لے لیتھرج م ۱۸۹۰ء بلالی پریس سادھورہ ضلع برنالہ میں بھی ہندوستان کے کچھ حالات ملتے ہیں۔ واقعات ہند یا تاریخ ہند ترجمہ از کتب انگریزی م نولکشور لکھنؤ ۱۸۶۳ء میں بھی کچھ واقعات پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان گزشتہ و حال مولفہ رائے بہادر لالہ بیجناتھ۔ بی اے م عثمانی پریس آگرہ ۱۹۰۴ء مفصل تاریخ ہے مختصر تاریخ ہند از سل ڈاکٹر ڈبلو ہنٹیر بہادر ترجمہ اردو ایچ آر ولیم نولکشور لکھنؤ ۱۸۹۶ء بھی مفصل تاریخ ہے۔ کتاب واقعات نمبر ۱ رسالہ مولفہ منشی رادھے لال موہان نولکشور کانپور ۱۸۹۶ء سے بھی ہند کی مجمل تاریخ معلوم ہوتی ہے۔

تاریخ ہند منشی سدا سکھ لال م الہ آباد گورمنٹ پریس ۱۸۶۴ء میں منو کے دوسرے ادھیائے کے حوالے سے لکھا ہے کہ سرسوتی اور واسدوتی، ندیوں کے درمیان جو ملک ہے اسے برہاورت کہتے ہیں اور "دیوکش" یعنی دیوتاؤں کا ملک خیال کرتے ہیں۔

بحر شرق سے بحر غرب تک اور ہمالیہ کی حد سے بندھیاچل کی حد کے درمیان جو ملک ہے اسکو آریہ ورت کہتے ہیں یہ ملک بھی اہل ہند میں متبرک کہا جاتا ہے۔ اہل ہند جس ملک میں

کالا ہرن پیدا ہوا اسکو جگت گرو بننے کے لائق سمجھتے ہیں تاریخ راجگان ہند یا فاتح راجستان نجم الغنی رام برقی پریس لکھنو ۱۹۲۷ء میں بھی کچھ ہندوستان کے ابتدائی مذاہب کا ذکر ہے۔ یہ تاریخ فرشتہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ بھر راجہ قنوج کے عہد میں ایک برہمن ایران سے آیا اسنے جادو - بت پرستی - پرستش سیارگان ہندوستان میں رائج کی۔

تواریخ ہند ایک انگریز کی لکھی ہوئی کتاب ہے اسکا اردو میں ترجمہ ۱۸۵۹ء میں کیا گیا اسمیں لکھا ہے کہ ہندوستان کا مذہب ہمیشہ بدلتا رہا۔ ہندوستان کا اصلی مذہب جو ویدوں سے پہلے رائج تھا اب کوہستان کے سوا کہیں نہیں۔ یہاں پر برہما کی پرستش بھی رائج تھی۔ بشن اور کرشن کی پوجا ابتک تمام ہند میں موجود ہے۔ ویدوں کے دیوتاؤں کی تین قسمیں تھیں۔ آگ - ہوا - سورج - اور عناصر کی پرستش کے عوض رام کرشن اور شیو کی پرستش کرتے ہیں۔ ویدمذہب کے بعد غالباً برہما کی پرستش رائج ہوئی۔ سورما بہادروں کو بجائے دیوتا کے مانتے تھے۔ یہاں بیوہ عورتیں ستی ہوتی تھیں۔

صبح آفرینش ویدوں کی روشنی میں،، مولفہ سید محمد مہدی صاحب ایڈوکیٹ فیض آباد ایک دلچسپ کتاب ہے جسمیں ہند کی اصنام پرستی کی تفصیل ملجاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ غالب نے ،،مہر نیمروز،، میں تاریخ آفرینش پر تبصرہ کرتے ہوئے ہندو قصص الاصنام پر روشنی ڈالی ہے۔ تاریخ فرشتہ میں بھی اسکا ذخیرہ ملتا ہے موصوف لکھتے ہیں اور تقریباً کل مورخین کو یہ شکایت ہے کہ ہندوں نے تاریخ نویسی کیطرف کبھی توجہ نہیں کی ہندستان کے پہلے مورخ مسلمان ہیں۔ ہندو فطرۃً تحقیق کے خوگر نہیں ہیں۔ ان کی ہندی کتابیں تاریخی حکایات جنگی افسانوں سے بھری ہوئی ہیں موصوف لکھتے ہیں کہ ہندو دیوتاؤں کی

کئی قسمیں ہیں ہر قسم میں گیارہ گیارہ دیوتا ہیں جنکی مجموعی تعداد ۲۳-۳۳ تک پہونچگئی ہے
سب سے بڑا دیوتا اندر ہے جو پہلے آسمان کا دیوتا ہے۔ یہ دیوتا پانی برسانے کے کل مراحل
طے کرتا ہے۔ ویدوں کی تعلیم کا خلاصہ ڈاکٹر لیبان نے حسب ذیل پیش کیا ہے۔
(۱) قوائے فطرت کی پرستش (۲) ان قوتوں کو دیوتا مان کر ان کے نام رکھنا
(۳) روح کے غیر فانی ہونیکا اعتقاد دوام (۴) اجداد پرستی (۵) کل کائنات کو اندر کے ماتحت
بتانا (۶) مذہب کو مادی قرار دینا (۷) انسان کا دیوتاؤں کو چڑھاوے دینا
اوسکے صلے میں دیوتاؤں سے غلہ۔ بارش۔ مالی وسعت کی امید رکھنا۔

رگوید میں دیوتاؤں کا شمار کر کے ایک موقع پر کہا گیا ہے کہ تین ہزار تین سو انتالیس
دیوتاؤں نے اگنی کی پرستش کی۔ ہندو دیوتاؤں میں سب سے زیادہ باعزت نام
دیوس اور پرتھوی کا ہے۔ ادتی دیوی کا رگوید میں اکثر ذکر آتا ہے۔
متر اور ورون کا بھی اکثر وید میں ذکر ملتا ہے۔ پرجنیا اور ردا اور رعدو برق کے دیوتا کا
ذکر رگوید میں ہے۔ مارت دیوتا کی تعداد ایکسو اسی (۱۸۰) ہے۔ یہ طوفان کے دیوتا ہیں
دن اور رات کے مالک دیوتا کا نام سوریا اور سوتیری ہے۔ پشن مویشی کا محافظ دیوتا
ہے۔ اوشا دیوی آفتاب کی محبوبہ ہے۔ رگوید کے معظم دیوتاؤں میں وشنو بھی ہے۔
توشتری دیوتا کا درجہ ایک صناع کا ہے۔

تاریخ رہنمایان ہند (پرانسس اف انڈیا) حصہ اول مولفہ بابو منمتھ ۔ وت ترجمہ
بابو نارائن پرشاد ۱۹۱۲ء میں سری کرشن کا دوشیزہ لڑکیوں کو لبھانا ادلگی کرنا
اس زمانہ میں اندر دیوتا کی رضاجوئی کے لئے بڑی بڑی خرابیاں ہونا لکھا ہے۔
مشہور بھیشم کا سری کرشن کو خدا کا اوتار مانکر پرستش کرنا سری کرشن کا امیروں کے
یہاں روپیہ کے لئے کئی شادیاں کرنا سری کرشن کا اپنی ذات کو خدا قرار دینا یہ سب

اس کتاب میں موجود ہے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ سری کرشن کی پرستش ہر گاؤں ہر قصبہ بلکہ ہر گھر میں ہوتی ہے۔ گوتم بدھ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ عورت کی ضرورت سے زیادہ عزت کرتے تھے۔ عورتوں نے اس نئے مذہب کے لئے جان و مال سب دیدیا تھا۔ گوتم اکثر ذی رتبہ عمائد کی دعوتیں رد کر کے عام بازاری عورتوں اور خانگی کسبیوں کی دعوتیں قبول کر لیتے تھے۔ بدھ مذہب میں برہنگی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بدھ مذہب اور ہندو مذہب میں بیجا بت پرستی پھیلی ہوئی تھی۔ شنکراچاریہ نے بتوں کی پرستش کے طریقہ میں کچھ ترمیم کی۔ مہاتما رامانج مندروں میں جھاڑو دینا پرستش کے لئے مندر میں پھول چنکے لانا نجات کا سنگ بنیاد سمجھتے تھے۔ ویدوں میں عام طور پر دیوتاؤں کی تعداد ۳۳ بیان کی گئی ہے جنکے ساتھ اون کی دیویاں بھی ہیں مگر پرانوں میں ۳۳ کروڑ تک شمار پہونچایا گیا ہے۔ ہندوؤں میں خدا کے متعلق کیسا بلند تصور تھا۔ ذیل کی دلچسپ عبارت سے اسپر روشنی پڑیگی اسکو اکیلے میں کچھ مزہ نہ آیا اسلئے دنیا میں بھی کسیکو اکیلے مزہ نہیں آتا۔ اس نے دوسرے کی خواہش کی اور اس خواہش کی وجہ سے اس کا جسم اتنا موٹا ہو گیا کہ جس سے ایک عورت اور مرد نکلسکے چنانچہ اس نے اپنے جسم کو دو حصوں پر تقسیم کر کے آدھے کا نام عورت اور آدھے کا نام مرد رکھا جن دونوں سے تمام انسان پیدا ہوئے (آرین لٹریچر کی دوسری کتاب شت پتھ)

اس نے تپ کیا اور پھر تپ کیا یہاں تک کہ اس نے اپنے آپکو خوب ہی تپایا۔ اس تپتے ہوئے کے رویوں (بالوں) سے الگ پسینے کی دھاریں بہ نکلیں اس پانی کو پیدا کر کے اس میں اپنی پرچھائیں کو دیکھا۔ اس پرچھائیں کو دیکھتے ہی اسکی منی پانی میں گر پڑی جسکی وجہ سے پانی کے دو حصے ہو گئے ایک میٹھا جو پینے کے

کئی قسمیں ہیں ہر قسم میں گیارہ گیارہ دیوتا ہیں جنکی مجموعی تعداد ۲۳ - ۳۳ تک پہونچگئی ہے
سب سے بڑا دیوتا اندر ہے جو نیلے آسمان کا دیوتا ہے۔ یہ دیوتا پانی برسانے کے کل مراحل
طے کرتا ہے۔ ویدوں کی تعلیم کا خلاصہ ڈاکٹر لیباں نے حسب ذیل پیش کیا ہے۔
(۱) قوائے فطرت کی پرستش (۲) ان قوتوں کو دیوتا مان کر ان کے نام رکھنا
(۳) روح کے غیر فانی ہونیکا اعتقاد (۴) اجداد پرستی (۵) کل کائنات کو اندر کے ماتحت
بتانا (۶) مذہب کو مادی قرار دینا (۷) انسان کا دیوتاؤں کو چڑھاوے دینا
اوسکے صلے میں دیوتاؤں سے غلہ، بارش، مالی وسعت کی اُمید رکھنا۔
رگوید میں دیوتاؤں کا شمار کر کے ایک موقع پر کہا گیا ہے کہ تین ہزار تین سو انتالیس
دیوتاؤں نے اگنی کی پرستش کی۔ ہمارے دیوتاؤں میں سب سے زیادہ باعزت نام
دیولوس اور پرتھوی کا ہے۔ ادیتی دیوی کا رگوید میں اکثر ذکر آتا ہے۔
متر اور ورون کا بھی اکثر وید میں ذکر ملتا ہے۔ پرجینا اور ردا اور رعد و برق کے دیوتا کا
ذکر رگوید میں ہے۔ مارت دیوتا کی تعداد ایکسو اسی ۱۸۰ ہے۔ یہ طوفان کے دیوتا ہیں
دن اور رات کے مالک دیوتا کا نام سوریا اور سوتیری ہے۔ پشن مویشی کا محافظ دیوتا
ہے۔ یوشا دیوی آفتاب کی محبوبہ ہے۔ رگوید کے معظم دیوتاؤں میں وشنو بھی ہے۔
توشتری دیوتا کا درجہ ایک صناع کا ہے۔

تاریخ رہنمایان ہند (ہیرو فلس اف انڈیا) حصہ اول مولفہ بابو مینتھ دت ترجمہ
بابو نرائن پرشاد ۱۹۱۲ء میں سری کرشن کا دوشیزہ لڑکیوں کو لبھانا دلگی کرنا
اس زمانہ میں اندر دیوتا کی رضاجوئی کے لئے بڑی بڑی خرابیاں ہونا لکھا ہے۔
مشہور بھیشم کا سری کرشن کو خدا کا اوتار ماننا پرستش کرنا سری کرشن کا امیروں کے
یہاں روپیہ کے لئے کئی شادیاں کرنا سری کرشن کا اپنی ذات کو خدا قرار دینا یہ سب

اس کتاب میں موجود ہے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ سری کرشن کی پرستش ہر گاؤں ہر قصبہ
بلکہ ہر گھر میں ہوتی ہے۔ گوتم بدھ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ عورت کی ضرورت سے زیادہ عزت
کرتے تھے۔ عورتوں نے اس نئے مذہب کے لئے جان و مال سب دیدیا تھا۔ گوتم اکثر
ذی رتبہ عمائد کی دعوتیں رد کر کے عام بازاری عورتوں اور خانگی کسبیوں کی دعوتیں قبول
کر لیتے تھے۔ بدھ مذہب میں برہنگی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بدھ مذہب اور ہندو مذہب
میں بجائے بت پرستی پھیلی ہوئی تھی۔ شنکراچاریہ نے بتوں کی پرستش کے طریقہ میں کچھ
ترمیم کی۔ مہاتما رامانج مندروں میں جھاڑو دینا پرستش کے لئے مندر میں پھول چڑھنے
لانا نجات کا سنگ بنیاد سمجھتے تھے۔ ویدوں میں عام طور پر دیوتاؤں کی تعداد ۳۳
بیان کی گئی ہے جنکے ساتھ ان کی دیویاں بھی ہیں مگر پرانوں میں ۳۳ کروڑ تک
شمار پہونچایا گیا ہے۔ ہندوؤں میں خدا کے متعلق کیسا بلند تصور تھا۔ ذیل کی
دلچسپ عبارت سے اسپر روشنی پڑیگی اسکو اکیلے میں کچھ مزہ نہ آیا اسلئے دنیا
میں بھی کسیکو اکیلے مزہ نہیں آتا۔ اس نے دوسرے کی خواہش کی اور اس
خواہش کی وجہ سے اس کا جسم اتنا موٹا ہو گیا کہ جس سے ایک عورت اور مرد نکلسکے
چنانچہ اس نے اپنے جسم کو دو حصوں پر تقسیم کر کے آدھے کا نام عورت اور آدھے کا
نام مرد رکھا جن دونوں سے تمام انسان پیدا ہوئے (آرین لٹریچر کی دوسری کتاب
شت پتھ)

اس نے تپ کیا اور پھر تپ کیا یہاں تک کہ اس نے اپنے آپکو خوب ہی تپایا۔
اس تپے ہوئے کے روؤں زبانوں سے الگ پسینے کی دھاریں بہ نکلیں اس
پانی کو پیدا کر کے اس میں اپنی پرچھائیں کو دیکھا۔ اس پرچھائیں کو دیکھتے ہی اسکی
منی پانی میں گر پڑی جسکی وجہ سے پانی کے دو حصے ہو گئے ایک میٹھا جو پینے کے

کام میں آتا ہے۔ دوسرا اکھارا جو پینے کے کام کا نہیں ہے (اریں لٹریچر کی تیسری کتاب گوپتہ)
اس یگیہ نامی ایشور کی رگ یجو سام اور اتھروید چار سینگ ہیں۔ صبح۔ظہر و شام تین وقت
اسکے پاؤں ہیں۔ طلوع و غروب دو سر ہیں سات جھنڈ اسکے سات ہاتھ ہیں۔ وہ منتر برہمن
اور کلپ سے بندھا ہوا ہے وہ رگ یجو اور سام سے بلند آواز کرتا ہوا ایمن کے لئے
انسانوں میں داخل ہوا (رگوید ۴-۵۸-۳ یجر ۱۷-۹۱۔ نروکت ۱۳-۷۔ گوپت ۲-۱۶)

یجروید اس برہم کا سر ہے رگوید اسکا پہلو سام وید بایاں پہلو اور اپنشد آتما ہے۔ اتھروید انگرس
اسکی پونچھ ہے دیش دیشن برہمن ۴ ۱) یجروید اس کا پیٹ ہے تمام سر ہے۔ رگوید اسکا
روپ ہے اسکو ناقابل فنا برہم جاننا چاہئے۔ اور یہی مہارشی برہم ہے لاکو شیتکی برہمی آپ شد
جو سب سے بڑھی برہم کو جانتا ہے کہ جس کا جسم عالم کو سہارے ہوئے ہے۔
رچائیں جسکی ریڑھ کی ہڈی ہیں سام جسکے بال ہیں اور یجو جس کا دل کہا گیا ہے۔ شمال و
جنوب مشرق و مغرب سمتیں وراٹ پرش پرماتما کی کان ہیں (اتھروید ۱۶-۳) قوت سامعہ اور ویدکے
کلمات اس کی زبان یا اتھم ہے۔ یہ تمام وید پرجاپتی کی داڑھی کے بال ہیں تیریہ برہمن ۳-۹-۳
فارس کیومرث بادشاہ عجم کی اولاد میں ضحاک کے زمانہ سے آفتاب پرستی کا آغاز معلوم
ہوتا ہے۔ شاہان عجم میں ایک فرقہ ساسانی گزرا ہے۔ اس فرقہ میں آفتاب پرستی و کواکب
پرستی دونوں تھیں۔

اس فرقہ کا عقیدہ تھا کہ تمام ستارے اور آسمان یزدان کے انوار کا سایہ ہیں۔ کواکب
پرستوں کے عبادت خانوں میں سبع سیارہ کے سیاہ سپید اور مختلف رنگوں کی تصویریں
پتھروں بنی ہوتیں تھیں۔ ملک ایران میں وسط عہد ضحاک تازی میں ایک شخص پیکر
گزرا ہے۔ اس نے اپنے شاگردوں کو تعلیم دی تھی کہ اگ ہی ایزد ہے وہ عالم کی پیدائش
کا عجیب سلسلہ بیان کرتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ:-

آگ کے اشتعال سے ستارے ظاہر ہوئے۔ دھوئیں سے افلاک بنے۔ چونکہ آفتاب کا مزاج گرم خشک ہے لہٰذا اسکی گرمی سے ہوا پیدا ہوئی جس کا مزاج گرم تر ہے۔ ہوا کی نرمی سے پانی پیدا ہوا جس کا مزاج سرد تر ہے پانی کی تری سے مٹی پیدا ہوئی جس کا مزاج سرد خشک ہے۔

ایران کے حالات معلوم کرنیکے لئے تاریخ ایران مصنفہ ایس جی ڈبلیو بنجمن سابق سفیر دولت امریکہ بدربار ایران مطبع حمیدیہ لاہور۔ اور تاریخ شاہان فارس م ۱۲۹۰ء کا مطالعہ کیجئے

تاریخ ایران میں لکھا ہے کہ ایران کی روایات کا آغاز تاریکی میں واقع ہے۔ کسی ملک کی روایات ایسی دلچسپ نہیں ہیں جیسی ایران کی ہوشنگ کے زمانے میں لوگ آتش پرست ہو گئے تھے وہ لکھتا ہے کہ ابلیس نے ضحاک کے شانے اور آنکھ کو چوما ضحاک کے دونوں کندھوں پر سیاہ فام خوفناک سانپ نکل آئے۔ آخر وہ کاٹ کر علیٰحدہ کئے گئے۔ وہ سانپ پھر درختوں کے شاخوں کی طرح پھوٹ نکلے۔ ابلیس کے مشورہ سے ضحاک ان کو آدمیوں کا دماغ کھلانے لگا۔ مصنف تاریخ ایران لکھتا ہے کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا اپنے آپ کو ابلیس کے ہاتھ میں فروخت کرنے کا وہم ایران میں بھی ایسا ہی قدیمی ہے جیسے کہ یورپ کے زمانہ جاہلیت کے ایسے قصوں سے سب لوگ بخوبی واقف ہیں۔ ساسانیوں کے زمانہ میں بھی آتش پرستی عجیب عجیب طرح سے ملتی ہے۔ یہ ارساسس کے خاندان کے پہلے بادشاہوں کی عبادت کرتے تھے۔

ایرانی انقلابات میں مذہبی زنگ چڑھانیکی غرض سے اردشیر نے اپنے سکوں کی پشت پر ایک آتشکدہ کی تصویر بنوائی جسکے دونوں طرف ایک پجاری کھڑا تھا۔ شاہ پور اول کے زمانے میں بھی ایران میں آتش پرستی کا وجود ملتا ہے۔

**تبت** ۔ دنیا کی سیر مصنفہ بابو پیارے لال میں ہے کہ تبت میں ایک عورت کئی خاوند رکھتی تھی۔ صدہا کتے لاشوں کو کھانیکے لئے پالے جاتے تھے۔ ہر خاندان سے ایک لڑکا، گرو کی

ع٥ اس واقعہ کی نوعیت سے بعض مورخین کو انکار ہے۔

نذر ہوتا تھا دیواروں پر بڑے دیوتاؤں کی صورت اور متبرک شہروں اور مندروں کی تصویریں ہوتی تھیں۔ عورتیں جب باہر نکلتی تھیں تو منہ پر سیاہ مٹی مل لیتی تھیں۔

جاپان دنیا کی سیر میں لکھا ہے کہ جاپان کا مذہب بودھ تھا۔ اسکے پہلے ایک مذہب تھا جسمیں سورج کی پوجا ہوتی تھی۔

مصر مصر کی بہت سی تاریخیں لکھی جا چکی ہیں مجھے تاریخ الحضارۃ القدیمہ مصنفہ احمد بک کمال جو ۱۲۶۶ھ میں استاد حضارۃ قدیمہ مصر بہت عزیز ہے یہ گرانقدر تاریخ ہے اسمیں مصر کے قدیم تمدن پر اتنا لکھا ہے کہ ہم اس سے اس مقام پر تعرض کرنیکی ہمت ہی نہیں رکھتے مصر کے حالات میں حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرہ سیوطی کی بھی ہے۔ فتوح مصر علی عبدالحکیم کی فضائل مصر ابن عمر کندی کی تاریخ مصر ابن زولاق کی۔ خطط قضاعی اور مقریزی کی جو ۱۳۲۴ء میں مصر میں چھپ گئی ہے تاریخ مصر ابن میسر کی۔ ایقاظ المغفل محمد بن عبدالوہاب زبیری کی مسالک ابن فضل اللہ کی۔ مناہج الفکر محمد بن عبداللہ انصاری کی عنوان السیر محمد بن عبدالمطلب ہمدانی کی۔ اور بہت سی تاریخیں ہیں جو مصر کے متعلق لکھی گئی ہیں۔

مصر کی قدیم تاریخ مولفہ رولن ۱۷۳۱ء ترجمہ باضافہ سائٹفک سوسائٹی ۱۸۷۰ء مختصر ہے مگر ہم اس کے حوالے سے واقعات نقل کرتے ہیں۔

مصر میں بہن بھائی آپسمیں شادی کرتے تھے انکی دلیل یہ تھی کہ اوسوس دیوتا اسس دیوی سے (جنکی مصر میں عام پرستش تھی) اسیطرح کیا تھا مصر میں پجاریوں کی عزت بادشاہ کے دوسرے درجہ پر تھی مصری کہتے ہیں کہ دیوتاؤں کی تعظیم کے لئے تہواروں کا منانا سواریوں کا نکالنا ہماری ایجاد ہے۔ ہر ضلع میں مختلف حیوانوں کی قربانیاں ہوتی تھیں۔ مگر یہ رسم عام تھی کہ قربانی کے سر پر ہاتھ رکھکر سخت ملامت کرتے تھے اور اپنے دیوتاؤں سے دعائیں مانگتے تھے کہ مصر پر جو بلائیں آنیوالی ہیں وہ اس قربانی پر پڑیں۔ تناسخ کا عقیدہ بھی مصر میں تھا۔

پجاریوں کے پاس وہ کتابیں بطور مقدس صحیفوں کے رہتی تھیں جنمیں سلطنت کے قوانین اور پوجا پاٹ کے مسائل درج ہوتے تھے - وہ حرفوں میں نہیں لکھی جاتی تھیں - بلکہ اون کے واسطے علامتیں مقرر تھیں مندروں میں جو تصویر "ہارپوکریٹیس" کی ایسی ہوتی تھی کہ اس کے منہ پر انگلی رکھی ہوتی تھی تو اس سے یہ سمجھا جاتا تھا - کہ اس میں ایسے راز خفی ہیں کہ جن کو بہت کم لوگ جانتے ہیں . بت کا نصف جسم کنواری عورت کا اور باقی بدن شیر کا ہوتا تھا وہ بھی اسی مطلب خاص پر دلالت کرتی تھیں - اور یہ مشہور ہے کہ میناروں اور بتوں اور تمام یادگار چیزوں کو اس قسم کی علامتوں سے جو بجائے حرفوں کی تحریر کے مقرر تھیں آراستہ کرتے تھے یہ علامتیں یا تو ایسی تھیں کہ جن سے عوام ناواقف تھے - یا جانوروں کی ایسی صورتیں تھیں جن سے کوئی خفیہ اور تمثیلی معنی نکلتے تھے -

روکن صاحب لکھتے ہیں کہ مصر کے رسومات مذہبی اتنے ہیں کہ اونکی تفصیل کے لئے دفتر کے دفتر چاہئیں - مصریوں میں بتوں کی بہت کثرت تھی اون میں اوسرس اور آئیسس (چاند سورج) بہت بڑے بت تھے - بیل - بت - بھیڑیے - باز - مگر - تعلق - کی بھی پرستش ہوتی تھی بعض جانور ایسے تھے جو خاص شہروں میں پوجے جاتے تھے - ایک قوم ایک جانور کو قبلہ سمجھکر دیوتا کی طرح پوجتی تھی - اور دوسری قوم اس سے نفرت کرتی تھی - اس سلسلہ میں قتل و قتال کے ہنگامے بھی گرم ہوا کرتے تھے - جانوروں میں اگر کوئی دانستہ مار ڈالا جاتا تھا تو اسکے قاتل کو بھی سزائے قتل ہوتی تھی - قتل سہو کیلئے بھی سزا تھی - ایپس سانڈ نہایت معزز تھا اسکے نام پر بہت بڑے بڑے مندر بنائے جاتے تھے - اسکے مرنے کے بعد تمام مصر ماتم کرتا تھا - ٹولیمی لیگس بادشاہ کے زمانہ میں جب وہ جانور مرا ہے تو معمولی اخراجات کے علاوہ اوس کی تجہیز میں ایک لاکھ بارہ ہزار روپیہ صرف ہوئے تھے - اس دیوتا کا قائمقام مقرر ہوا کرتا تھا بنی اسرائیل نے کوہ سینا کے قریب جو سونے کا بچھڑا (گوسالہ سامری) کھڑا کیا تھا

اور اپنا معبود بنایا تھا وہ اسیس دیوتا ہی کی نقل تھا۔ مصریوں نے صرف جانوروں ہی کے آگے خوشبو جلانے پر اکتفا نہیں کی بلکہ باغوں کے نباتات کو بھی دیوتا سمجھا۔ یہ لوگ پیاز لہسن کو بھی پوجتے تھے۔

تاریخ اخلاق یورپ ہم اس موضوع کو لیکی کی مشہور کتاب ہسٹری اف یورپین مارلس کے ملخص ترجمہ جلد اول و دوم مطبوعہ ۱۳۳۲ء علیگڑھ سے پیش کرتے ہیں رومن شہنشاہ غیر مسئول ہوتا تھا۔ اغسطس کے زمانے سے اہل عزت کو آبرو کے لالے پڑ گئے تھے۔ سلاطین نے اپنے معبودانہ اوصاف کا اشتہار دیدیا۔ لوگوں میں مدت سے عبادت کی خواہش چلی آ رہی تھی روما قدیم میں خداوندانہ اوصاف کے بہت سے اشخاص مالک سمجھے جاتے تھے۔ بانیان شہر کی پرستش اہل شہر عموماً کیا ہی کرتے تھے۔ ٹائبرس نے ایشیا کے ایک شہر کے باشندوں کی سیاسی آزادی صرف اس جرم میں چھینی تھی کہ انھوں نے اغسطس کی پرستش میں پہلوتہی کی۔ شاہ وسپین نے حالت سکرات میں کہا کہ میں اب خدائی کے مرتبہ پر فائز ہو رہا ہوں۔

"کیلوگلا" ہمیشہ خیال کرتا رہا کہ وہ خدا ہے۔ اسی دھن میں اکثر اسنے مجسموں سے جوپیٹر (مشتری) کی تصویر مٹا کر اپنی تصویر لگادی ایکمرتبہ ایک زور شور کا طوفان آیا جس سے ایک سیاقی کا تماشہ بگڑ گیا اسوقت کیلو جوپیٹر پر برس پڑا۔

ایک ملک میں دو شاہوں کا گزر نہیں ہوسکتا اب یا میں نہیں یا جوپیٹر نہیں" ہوکیسلس بھی ہمیشہ اپنے کو خدا سمجھتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سلاطین کی تصاویر اور بت مثل دیوتاؤں کے پوجے جانے لگے۔

اس زمانہ میں ایک شخص پر ایک مذہبی مقدمہ چلایا گیا کہ اس نے اپنے باغ کے ساتھ بادشاہ کا بت بھی فروخت کرڈالا جو اسمیں نصب تھا۔ آخر زمانہ میں ایک عورت کو شاہ ڈومیشن کے بت کے سامنے برہنہ ہونے پر سزائے موت دی گئی۔

اغسطس کے بت کے سامنے غلام کو زدوکوب کرنے پر سزائے موت ملتی تھی "سیوٹونیس" کے اوراق کو ملاحظہ فرمایئے۔ شہوت پرستی۔ بہیمیت۔ ظلم۔ شقاوت۔ زناخوارتری۔ غرض ذمائم اخلاق کے جتنے عنوان ہو سکتے تھے سب کی نشوونمائے کامل رومن کے اخلاق میں پائی جاتی تھی مناکحت کی قیود سے سب گریزاں تھے شہوت پرستی انتہا پر تھی۔ رومن فاتح جب مختلف مقام کے آدمیوں کو اسیر کرکے لانے لگے تو کچھ دنوں میں رومہ کی حالت ایک عصمت فروش بازار یا چکلے کی ہوگئی امرد پرستی کا عروج تھا اولادکشی ہر طبقہ میں کھلم کھلا رائج تھی انسانی قربانیاں ہوتی تھیں مقتول کی حالت نزع کے تماشوں میں خاص دلچسپی لیجاتی تھی۔ اس باب میں نئی نئی ایجادیں ہوتی تھیں شاہ ہلیوکیپلوس دگیبالس کھانا کھاتے وقت بطور تفریح اپنے سامنے قیدیوں کو جنگلی جانوروں سے نچواتا تھا اسپنسر ایک حلیم اور سلیم الطبع مشہور ہے جو مشغلہ تفریح کیلئے مکھیوں کو پکڑ کر مکڑی کے جال میں ڈالدیتا تھا اور بیٹھا ہوا اون کے دم توڑنے کا تماشہ دیکھتا تھا۔ جب بت پرستوں کیطرف سے یہ اعتراض پیش ہوتا ہے کہ بائبل انسانی کلام معلوم ہوتا ہے۔ اسمیں بہت سے قصے وہی ہیں جو ہمارے یہاں پہلے مشہور تھے۔ تو اوس کے جواب میں مسیحی علما کہتے ہیں۔ کلام ربانی کے اثر کو زائل کرنیکے لیے شیاطین پہلے سے جاکر آسمان سے ان قصوں کو اڑالائے اور انھیں دنیا میں مشہور کر رکھا ہے۔ جھاڑ پھونک اور آسیب اتارنے کو مسیحی ہمیشہ سے اپنا حصہ بتلاتے چلے آتے ہیں۔ سنہ ۳۲ء میں قحط شدید کے موقع پر لوگ نئے معبودوں سے مدد مانگ رہے تھے۔ تو پولیس کے زور سے صرف رومی معبودوں کی پرستش کرائی گئی۔

سنہ ۶۱۵ء میں ملکی خداؤں کی پرستش کا بڑا انتظام کیا گیا تھا غیر ملکی دیوتاؤں کی پرستش کرنیوالے خارج البلد کردیئے گئے تھے مسیحیوں کی خفیہ انجمنوں پر بہت سی بداخلاقیوں کے ارتکاب (شراب خواری۔ مردم خواری۔ غیر محرم سے حرام کاری) کا الزام تھا

پادریوں کے ہاتھ میں نجات تھی وہ جسے چاہتے جنت میں بھجواتے اور جسے چاہتے جہنم میں پھنکوا دیتے بھوت پریت وغیرہ کا اعتقاد کتب یہود میں تھا ہی تمام مسیحیوں کو ان کے وجود پر پورا یقین تھا۔ کتاب بیانات مستورات ممالک مسیحی ترجمہ مس فسیلڈ ص ۳۶ مطبوعہ ۱۸۸۶ء میں عیسائیوں کا عقیدہ لکھا ہے کہ عیسیٰ نے ہمارے لئے لڑکپن میں تکلیف اور محتاجی سہی اپنی جوانی میں رسوائی اور موت کا سامنا کیا تاکہ ہم گنہگاروں کو باپ کیطرف پھر متوجہ کرکے سلامتی بخشے۔

ہمنے نہایت اجمال کیساتھ مذاہب عالم قبل اسلام پر روشنی ڈالی ہم اگر تفصیل کیطرف مائل ہوتے تو یہ موضوع دس پندرہ جلدوں میں بھی ناتمام رہتا۔ خلاصہ کے طور پر ناظرین یہ ذہن نشین کرلیں کہ دنیا میں ذیل کے مذاہب زیادہ ملتے گئے ہیں۔

(۱) ہندو (۲) بودھ (۳) کانفیوشش (۴) تاؤ (۵) یہود (۶) عیسائی (۷) آتش پرست (۸) عناصر پرست (۹) لامذہب۔

ہمارے مطالعہ کے دوران میں ہم کو ایک کتاب خیر الکلام فی احوال العرب قبل الاسلام مؤلفہ محمد عبد الحی صاحب وکیل دہلی م ۱۳۱۲ھ بھی ملی جسمیں مجملاً مذاہب عالم کا بھی ذکر آگیا ہے۔

اب ہم بعض بتوں کے متعلق دلچسپ معلومات جو کہ تلاش اور جستجو کے بعد حاصل کئے گئے ہیں اور مستشرقین یورپ کے بعض الزام کو پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہو سکیگا کہ اسلام کے قبل دنیا میں انسان کی دماغی پرواز کتنی تھی۔ اور اہل یورپ اپنے جلے پھپھولے پھوڑنے میں کہانتک حق بجانب ہیں۔ لغۃ مجمع بحار الانوار م نولکشور ۱۲۶۷ھ اور نہایۃ اللغۃ ابن اثیر باب الصاد مع النون سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خدا کے سوا کوئی مجسمہ عبادت کے لئے بنایا جائے تو اسے صنم کہتے ہیں۔ اگر جسم و صورت نہیں ہے تو وثن کہیں گے۔

فتح المجید شرح کتاب التوحید عبد الرحمن بن شیخ حسن بن محمد بن عبد الوہاب م سلفیہ قاہرہ

معلوم ہوتا ہے کہ جبت بھی صنم کے معنی میں آتا ہے۔ منتہی الارب صا۱۶ میں ہے ہر وہ شے جبت ہے جسکی خدا کے علاوہ پوجا کریں۔ فرائد اللغۃ فی الفروق ص۲۶ میں یہ بحث مفصل ہے۔ اس میں کئی لفظوں کا فرق بتایا ہے (صنم۔ وثن۔ نصب۔ نصب۔ عثن) وہ لکھتے ہیں کہ صنم انسان یا حیوان کی صورت یا مجسمہ کو کہتے ہیں جو عبادت کیلئے بنایا جائے اور وثن وہ ہے جس کا مجسمہ لکڑی یا پتھر یا چاندی یا جواہر کا ڈھلا ہوا ہو صنم میں تصویر بھی ہوتی ہے مگر وثن سادہ ہوتا ہے۔ "نصب" اور "نصب" ہر اس شے کو کہتے ہیں جو عبادت کے لئے بنائی جائے۔ ان لفظوں کا اطلاق عبادتگاہوں پر بھی ہوتا ہے۔ عثن چھوٹے بت کو کہتے ہیں فرائد ص۱۶۹ میں تمثال کی صورت اور دمیہ میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے تمثال مخلوق ذوات الارواح شبیہ کو کہتے ہیں صورت میں جاندار اور غیر جاندار کی تخصیص نہیں ہے۔ دُمیہ بھی بت کو کہتے ہیں۔ بعض نے تخصیص کی ہے کہ یہ بت سرخ پتھر کے ہوتے تھے مگر اس قید کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ بلکہ عرب حسن کے لئے حمرۃ (سرخی) کا استعارہ کیا کرتے تھے قرآن میں اصنام۔ اوثان۔ انصاب۔ نصب تماثیل جبت کا لفظ آیا ہے۔ معجم البلدان ۱۲۲ سے ابوالمنصور ہشام بن سعد کلبی کی کتاب الاصنام کا پتہ ملتا ہے لیکن مجھے اس کے مطالعہ کا موقع نہیں ملا۔ لغات اور دیگر کتب کی تلاش سے بتوں کے بعض نام اور حالات لکھے جاتے ہیں۔

آزر (ترجمہ تاریخ ابن خلدون ۲۶) الیسا۔ ابہلالا۔ اساف۔ اوال۔ افلوس۔ قیصر بک۔ بعل۔ تیم۔ باجرۃ۔ بجہ۔ جربان۔ جہاد جریس۔ جلسد۔ جبہ۔ (نہایہ ابن اثیر) جبت حمام۔ خلصہ۔ دوار (منتہی ص۳۸۳) نوجوان عورتوں کا بت) ذوالکلب۔ ذوالشری۔ ذوالکفین۔ الذبال ذریح۔ ذوالکعبات۔ ذات الانواط رضاء۔ ریام۔ سعیر۔ سواع شارق (منتہی ص۶۲۶) سعد۔ شر۔ شمس۔ ضمر۔ ضمود۔ ضمر۔ طارق۔ طائر۔ طاغوت۔ عائم۔ عبعب

عمیانس۔ عوف۔ عمرہ۔ عزیٰ۔ عمودان۔ فلس۔ فروح۔ فراص۔ قانس۔ کثریٰ۔ کسو۔ (منتہی ۱۶۲۲/۲) لات۔ محرق۔ مدان۔ (معجم ۴۱۲/۱) مصبح۔ مطعم۔ مناۃ۔ نائلہ۔ نسب۔ نہیک۔ وثاب۔ ود۔ وسن۔ ہبل۔ یغوث۔ یعوق۔ یالیل۔ یاسر النعم"۔

گیارہ بتوں کے نام جبت۔ طاغوت۔ لات۔ عزیٰ۔ مناۃ۔ ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر۔ بعل۔ قرآن میں بھی مذکور ہیں (نساء ۵/۲۵ نجم ۲۰/۱۹ نوح ۲۹/۲۱ ۲۳)۔ ذوالشریٰ خاص قبیلہ دوس کا بت تھا (منتہی ۹۴۳/۲) فلس خاص بنی طے کا بت تھا (منتہی ۱۴۵/۱) باجر قبیلہ ازد کا بت تھا (منتہی ۷۵/۱) کثریٰ خاص جدیس و طسم کا بت تھا کہا جاتا ہے کہ نہشل بن ربیس نے اسے توڑا ہے (منتہی ربع رابع صفحہ ۱۶۳ مصطفائی پریس لاہور ۱۸۹۶ء) ذوالکعبات بکر و تغلب۔ بنی وائل سنداد کا بت تھا روز فتح مکہ توڑا گیا (سیرۃ ابن ہشام ۸۵/۱)

معجم ۱۹۵/۴ میں ہے کہ حضرموت کے قریب ناحیہ شبل مقام نجیر پر ایک بت کا نام ذریح تھا معجم ۳۲۵/۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ شمس ایک بت کا نام تھا جسکے لئے ایک گھر بھی بنایا گیا تھا کل بنی اد۔ بنی ضبہ تیم و عدی عکل اسکی عبادت کرتے تھے ذوالخلصہ کے متعلق ابن ہشام ۱۲۳/۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اوس و خثعم و بجیلہ اور اون عربوں کا بت تھا جو ان کے بلاد میں رہتے تھے یاقوت حموی نے اسکے پجاریوں میں ازد سراۃ کا بھی اضافہ کیا ہے۔

معجم ۲۶۸/۴ میں ہے کہ ذوالکفین عمرو بن حممہ کا بت تھا معجم ۲۹۳/۷ میں محرق کو سلمان یشکری بن وائل اور کل ربیعہ کا بت لکھا ہے۔

**یاسر النعم کا بت** یہ سلیمان اور اون کے لڑکوں کے بعد ناشر ین عمرو ذاں بادشاہ کا بتایا جاتا ہے جس کو ناشر منعم بھی کہتے ہیں۔ اہل یمن کا خیال ہے کہ اسنے اہل مغرب پر حملہ کیا اور وادی رمل تک جہاں کوئی نہیں جاسکتا پہونچگیا۔ یاسر النعم نے اس وادی کے کنارے تانبے کا ایک بت بنوا کر رکھدیا تھا اس کے سینہ پر عبارت ذیل کندہ کرا دی تھی۔

هذا الصنم لیا اسر العنم لیس درائہ من ھب فلا تیکلف احد ذلک۔

(ترجمہ ابن خلدون ۱۳۴ ھ الہ آباد ۱۹۲۶ء)

اقیصر حدود شام میں قضاعہ۔لخم جزام۔عاملہ۔غطفان۔کا بت تھا اس کا حج ہوتا تھا یہاں سر منڈایا جاتا تھا۔اسکی تفصیل معجم باب الہمزہ ۱/۳۱۵ میں ملیگی۔

اساف ونائلہ اساف ونائلہ کی حقیقت اور قریش میں اسکی پرستش کی تاریخ جب امیر المومنین سے پوچھی گئی ہے تو آپ نے فرمایا ہے کہ یہ دونوں نوجوان انسان تھے۔ (اساف بن یعلی جرہمی۔نائلہ بنت زید جرہمی) دونوں خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے ایک تنہا مقام پر ان دونوں کا تصادم ہوا۔ایک نے دوسرے پر ناجائز نگاہ ڈالی اور وہیں زنا واقع ہوئی۔خدا نے انہیں عبرت کیلئے مسخ کر دیا۔قریش نے انکی پرستاری کیلئے یہ استدلال کیا کہ اگر خدا کو انکی عبادت نامنظور ہوتی تو انکی اصلی حالت میں تغیر نہ دیتا۔ (بحار ۶/۱۲۶)

سیرۃ حلبیہ ۱/۱۳ سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔معجم ۱/۲۱۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ میں یہ بت توڑے گئے ہیں۔

سعد سعد ملکان بن کنانہ ساکن جدہ کا بت تھا (معجم ۵/۵۴ منتہی ۸۳۶)

بحار ۶/۱۲۸ سے سعد کے متعلق کامل تفصیل ملجاتی ہے ایک زمانے میں قریش کو قحط سالی سے سابقہ ہوا۔مکہ سے باہر نکلے۔ادھر ادھر پھیل گئے۔راستے میں کوئی خوبصورت درخت یا پتھر ملجاتا تھا تو فریفتہ ہو کر اسکی عبادت کرتے تھے اسکے لئے بکریاں ذبح کیجاتی تھیں۔اسے خون سے آلودہ کرتے تھے۔اوسکا نام سعد صخرہ رکھا تھا جب کوئی اونٹ یا بکری بیمار ہو جاتی تھی تو اس پتھر کو اس سے مس کرتے تھے ایک عرب اپنے اونٹوں کا گلہ لیکر آیا تھا کہ سعد سے ان کو مس کر کے برکت حاصل کرے۔اونٹ بھڑکے اور بھاگ گئے۔اس نے اسوقت کہا کہ

سعد کے پاس ہم تو اس لئے آئے تھے کہ ہمارے شیرازہ کو منضبط کرے۔ لیکن سعد ہمارے لئے پراگندگی کا باعث ہوا۔ ہمیں سعد سے کیا غرض ۔ وہ تو زمین کا ایک سیاہ پتھر ہے۔ وہ کیا ہدایت یا رہنمائی کرسکتا ہے۔ ایک اور عرب نے دیکھا کہ اوسپر ایک لومڑی پیشاب کر رہی ہے اس نے کہا واہ سعد بھی خوب ہیں جنکے سر پر لومڑی پیشاب کر رہی ہے۔

حمام معجم باب الحاء والمیم ۳۳ ۳ میں حمام کے متعلق لکھا گیا ہے کہ حمام ہند میں حرام بن خشنہ بن عبید بن کبیر بن عذرہ کا بت تھا۔ ظہور اسلام کے وقت اس سے آواز سنی گئی تھی۔ مناقب ابن شہر آشوب ۱/۸۶ اور بحار ۲/۱۶ میں اسکی مزید تفصیل بھی موجود ہے وہ اواز جو حمام سے پیدا ہوئی تھی یہ ہے۔

یا بنی ھند بن حرام ظھر الحق واودی حمام ودفع الشرک بالاسلام

اے بنی ہند بن حرام حق ظاہر ہو گیا حمام ہلاک ہوا۔ اسلام نے شرک کو مٹادیا کچھ دن کے بعد یہ اواز سنی گئی۔

یا طارق بعث النبی الصادق بجاء بوحی ناطق صدع صادع بتھامۃ لناصریہ السلامۃ ولخاذلیہ الندامۃ ھذا الوداع منی الی یوم القیمۃ۔

اے طارق نبی صادق مبعوث ہو گیا وہ بولتی ہوئی وحی لایا ہے۔ تہامہ میں منادی نے پکار دیا ہے۔ اسکے مددگاروں کے لئے سلامتی ہے۔ اسکے چھوڑنے والے کیلئے ندامت ہے۔ اب قیامت تک ہماری اور تمہاری جدائی۔ اسکے بعد بت منھ کے بل گر پڑا۔ اور چکنا چور ہو گیا۔ زید بن ربیعہ نے رسول کو آکر اس واقعہ سے خبر دی۔ آپ نے فرمایا ہے یہ "جن مومن" کا کلام ہے۔ زید اس واقعہ سے مسلمان ہو گیا۔

ضمیر ایک بت کا نام ضمیر تھا عباس بن مرداس سلمی اسکے پاس گیا ہے۔ اور اسکے سامنے جھاڑو دی ہے۔ اسے مس کیا اور چوما۔ اسوقت اس سے ایک آواز پیدا ہوئی یا عباس بن وکس

قل للقبائل من یسلم بعدھا ھلک الضمیر وفاز اھل المسجد
ھلک الضمیر وکان یعبد مرۃ قبل الکتاب الی النبی محمد

ویے عباس قبائل سے کہدو اب کون بچ سکتا ہے ضمیر ہلاک ہوا۔ اہل مسجد کامیاب ہوئے ضمیر ہلاک ہوا حالانکہ وہ قبل محمدؐ کے پوجا جایا کرتا تھا۔

عباس اپنے قبیلہ کے ۳ سو سواروں کو لیکر رسول کی بارگاہ میں آئے ہیں۔ حضرت انھیں دیکھکر مسکرائے اور پوچھا عباس کیسے مسلمان ہوئے۔ اسنے تمام قصہ سنایا آپنے فرمایا سچ کہتے ہو (مناقب ۲۵)

فراص یہ سعد عشیرہ کا بت تھا اسکی بڑی تعظیم ہوتی تھی۔ اس کا محافظ ایک شخص قبیلہ بنی انس اللہ بن سعد العشیرہ سے تھا۔ اسکو ابن وقشہ کہتے تھے۔ ابن وقشہ جنوں کی خبر دیا کرتا تھا۔ ذباب بن حرث بن عمر اس قبیلہ کا آدمی ایک دن کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ ابن وقشہ میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ یا ذباب اسمع العجب العجاب بعث احمد بالکتاب یدعو بمکۃ لایجاب

اے ذباب عجیب بات سنو۔ احمد کتاب کے ساتھ مبعوث ہو گئے وہ مکہ سے اپنی تبلیغ کی ابتدا کرینگے۔ مگر ان کو وہاں مناسب جواب نہ ملیگا۔

ذباب نے اسکی تشریح پوچھی۔ ابن وقشہ نے کہا مجھے اتنی ہی خبر دیگئی ہے۔ ذباب نے کچھ دن کے بعد رسول کے ظہور کی خبر سنی۔ ذباب فراص کو توڑ کر مسلمان ہو گئے (بحار ۱۹۱)

عمرہ عمیر بن جبلہ کلبی ایک بت (عمرہ) کے سامنے اسکی عبادت کر رہے تھے دفعتہً عمرہ سے آواز پیدا ہوئی۔ عمرہ سرداران عصام کو مخاطب کر کے کہتا ہے:۔

یا عصام یا عصام جاء الاسلام وذھب الاصنام وحقنت الدماء ووصلت الارحام اے بنی عصام اسلام آگیا۔ اصنام رخصت

خون بہائے جائینگے صلۂ ارحام ہوگا۔ عمیر ڈر گئے۔ اور پھر عبادت میں مشغول ہو گئے پھر عمیر نے ایک شخص (بکر) کو مخاطب کرکے کہا:۔

بکر یا بکر بن جبل جاء المرسل قومہ المطعمون فی المحل ارباب یثرب

ذات النخل ویکذبونہ اہل تہامۃ واہل فلج والیمامۃ۔

اے بکر۔ جبل کے بیٹے بکر، مرسل آگیا۔ اسکی قوم وہ ہے جو قحط سالیوں میں لوگوں کا پیٹ بھرتی ہے۔ اسکی تصدیق وہ کرینگے جو یثرب والے ہیں جو باغ والے ہیں۔ اور تہامہ فلج و یمامہ والے اسے جھٹلائیں گے۔

رسول کی بعثت کے ایک ماہ قبل جبیر بن مطعم بھی مقام "بوانہ" میں جبکہ وہ ایک بت پر قربانی چڑھا رہے تھے۔ اس بت سے یہ آواز سنتے ہیں۔

ا لعجب۔ ذھب استراق الوحی ویرمی بالشہب لنبی بمکتہ محمد مہاجرتہ

الی یثرب (کامل ۱۶/۲ مناقب ۴۹/۱ طبری ۲۰۵/۲)

تعجب خیر بات سنو۔ اب وحی کا چرانا گیا۔ اب (شیطان) شہاب ثاقب سے مارا جائیگا

نبی مکی محمد کی وجہ سے جو یثرب کا مہاجر ہے۔

ھبل اور بعل۔ بعل ایک بت کا نام تھا۔ بنی اسرائیل جس پر اپنی اولاد کو بھینٹ چڑھاتے تھے (ترمیہ ۱۲-۳۱) توریت میں بعل کا بہت ذکر ہے (عدد ۲۲ ملوک ۱-۲۱-۳۔ تاریخ دوم ۲۳-۳)

توریت میں بعل کو کئی طرح یاد کیا ہے۔ کہیں بعل۔ کہیں بعل فغفور کہیں بعل بریث

(عدد ۲-۳۵۔ قضاۃ ۸-۲۳-۹-۴۷)

توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مدین اسکو پوجتے تھے (عدد ۲۲-۴۱)

بعل کے معنی ہیں آقا۔ اسی لئے شوہر کو بعل کہتے ہیں۔ قوم الیاس میں بھی یہ بت پوجا جاتا تھا جیسا کہ سورہ صفت میں حضرت الیاس کے ذکر میں اس کا نام لیا گیا ہے۔

معجم ۲۴۸/۲ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

اس بت کے نام پر بعلبک شہر کا نام رکھا گیا۔ یونانی بھی اسکی عزت کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بت سونے کا تھا۔ اس کا قد چودہ ہاتھ لمبا تھا، چار منہ تھے۔ (لسان العرب ۶۲/۱۲) بعض ہبل کو بعل کی تحریف کہتے ہیں۔

سبائک الذہب محمد امین بغدادی باب ذکر دیانات عرب قبل اسلام ص ۱۰۲ میں ہے کہ ہبل عقیق احمر کا تھا دست شکستہ الانسان کی شکل تھا۔ قریش نے اسے یوں ہی پایا تھا اس کا سونے کا ہاتھ بنوایا گیا۔ کعبہ میں اسکا نصب کرنے والا خزیمہ بن مدرکہ ہے مناقب ۴۹/۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہبل سے بھی آواز پیدا ہوئی تھی جسمیں حضرت کی نبوت کا ایک ترانہ ہے۔ اسوقت عرب یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ محمد اب تک ہم کو بہکاتے تھے اب ہمارے بتوں کو بھی دھوکا دینے لگے۔

**لات**۔ لات کا مادہ ابن عباس تو "لت" بتاتے ہیں۔ جسکے معنی ہیں "گھولنا" اس معنی کے ذیل میں ایک واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک عرب زمانہ حج میں ایک چٹان پر بیٹھکر ستو گھول کر حاجیوں کو پلاتا تھا۔ جب وہ مرگیا تو اس چٹان کی پرستش شروع ہوگئی۔

معجم میں اسے لیت سے مشتق بتایا ہے جسکے معنی ہیں بھرنے والا۔ ان دونوں مادوں کے خلاف بعض نے یہ احتجاج کیا ہے کہ ابن عباس کی توجیہ کی بنا پر لات کو مشدد پڑھنا ہوگا۔ حالانکہ یہ لفظ بالتخفیف پڑھا جاتا ہے اور معجم کی تحقیق کی بنا پر یہ لات نہ ہوگا بلکہ لائت ہوگا۔

معجم ۱۶۵/۷ اور سیرۃ ابن ہشام مصر ۱۳۲۹ھ ۵۲/۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ لات وعزیٰ طائف میں ثقیف کے بت تھے۔

بعض مستشرقین کہتے ہیں کہ اللہ اور لات ایک ہی لفظ کی دو ہیئت ہے قریش نے اللہ کو مذکر بت کیلئے مقرر کیا تھا۔ اور لات کو اسکی دیوی کہتے ہیں۔ ان کا الزام ہے کہ محمد نے تمام قبائل کے بتوں سے لوگوں کو ہٹا کر اپنے قبیلے کے بت کو مرکزیت دیدی۔
بعض مسلمانوں نے یہ جواب بھی دیا ہے کہ اللہ کی تانیث عربی قاعدہ سے اللات نہیں ہو سکتی۔ مسیح سے چار سو برس پہلے ایک دیوتا کا نام ایلات بھی بتایا جاتا ہے۔ اللہ کی اصل الالہ ہے یہ لفظ تمام سامی زبانوں میں خدا کے لئے مستعمل ہے۔
مستشرقین یورپ کی یہ نکتہ سنجی ایسی ہی ہے جیسے مسٹر راما سوامی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہا ہے کہ مسیح لفظ مہیش اور کرائسٹ "کرشن" سے نکلا ہے۔ باپ بیٹا روح القدس برہما شیو اور مہادیو کے عقیدے کے مطابق ہے کیا یورپ مسٹر راما کی اس تاویل کو ماننے کیلئے تیار ہے۔ اگر نہیں تو وہ بتائے کہ اسکے پاس لفظ اللہ کے بت کے لئے وضع ہونے کا کونسا حوالہ ہے۔
عیسائی جب زیادہ ذہانت پر تل جاتے ہیں تو ان سے ایسی ہی حرکتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ العرب قبل الاسلام اور تمدن اسلام میں جرجی زیدان مصری مسیحی مورخ نے جہاں اپنے اجتہاد کو دخل دیا ہے ان سے ایسے ہی کمالات ظہور میں آئے ہیں۔ مثلاً رقیم کے متعلق اون کی تحقیق ہے کہ وہ یونان کے غیر معروف شہر "ارکیڈ" کی تحریف ہے۔
لات کی تحقیق میں بحار الانوار ۱۳ سے کافی مدد ملتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ لات پہلے ایک پتھر کا نام تھا اور عزّیٰ ایک درخت کا بعد میں یہ دونوں بتوں کے نام کیلئے لئے گئے۔ بعض کا خیال ہے کہ عزّیٰ اعز کی اور لات اللہ کی تانیث ہے۔"
میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید اور تواریخ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ عرب کہتے تھے کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں اور بیویاں ہیں۔ اور ان کے بت عموماً صنف نسواں کی حیثیت میں

ہوتے تھے۔

اس تصریح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بتوں کو عورتوں ہی کے رنگ میں دیکھنا چاہتے تھے۔ انصاف سے بتایا جائے کہ کسی ایک قدیم اور پاک لفظ سے اگر بعد میں کوئی مشتق بنایا جائے اور اس کا خراب معنی میں استعمال ہونے لگے تو اس سے سابق وقدیم لفظ کی عظمت کیسے گھٹ سکتی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ عرب نے لات کو اللہ کی تانیث کہا اور عزیٰ کو اعز کی۔ مگر یہ بتانا چاہئے کہ اس سے لفظ اللہ اور عزیز پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے جو قدیم زبانوں میں بھی خدائے واحد و قدوس کیلئے مستعمل ہے۔

ہم اس موقع پر حکیم اسلام حضرت علی کے کلام کی ایک سند پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ خانہ کعبہ میں ایک شخص کہہ رہا تھا اے عزیز جو عزت پاتا ہے وہ تیری عزت کے سایہ میں پاتا ہے۔ اسوقت حضرت علی نے یہ انکشاف فرمایا کہ لفظ عزیز سریانی زبان میں خدا کا اسم اعظم ہے مناقب ص۸۵۔

ہم آخر میں یورپ کو اسکی ذہانت کی داد دیتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ اگر ہم کہیں کہ یونان اور یورپ کے توسط سے عرب تاجر "لیٹو" بت کو لات کی صورت میں لائے تو اسکے پاس کیا جواب ہے۔

**ود۔ یعوق۔ یغوث۔ سواع۔ نسر** ان اسماء کے معانی بیان کرنے کی بہت کوشش کیگئی ہے بعض نے لکھا ہے کہ ود کے معنی ہیں محبت، اس کے مقابل کیا ایک نکرہ دیوی کو انھیں لانا پڑا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ود اصل میں اُد ہے۔ بابل میں اُد آفتاب کو کہتے ہیں۔ سواع کے متعلق بہت غور کیا گیا مگر اس کا مادہ نہیں معلوم ہوگا بعض حضرات نے یہ احتمال پیدا کیا ہے کہ شاید یہ سوع سے مشتق ہو جسکے معنی ہیں زمانہ۔

یعوق کے متعلق یہ بتایا جاتاہے کہ یہ یمن کا بت ہے۔ یمنی صیغہ مضارع کو بطور علم کے استعمال کرتے تھے جیسے یکرب۔ یبرب۔ یعفر

یغوث کے معنی ہیں فریادرسی کرتا ہے۔ یعوق کے معنی ہیں روکتاہے۔ ان دونوں کو مقصد برآری اور دفع ضرر کا بت کہا گیا ہے۔

نسر کے معنی لغات میں گدھ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ گدھ کی شکل کا ایک مجموعہ کواکب آسمان پر ہے جسکو نسر کہتے ہیں۔ اہل بابل کے دیوتاؤں میں ایک نسروک کا پتہ لگایا گیا ہے۔ یہ سب تاویلیں اس لئے کرنی پڑیں ہیں کہ صحیح ماخذ اور اصل حقیقت پر دسترس نہیں ہوا۔ ہماری تحقیق و تلاش ان واہی قیاسات کے خلاف ہے۔ ہمکو بحمدہ ایسے ماخذ پر کامیابی ہوگئی ہے جس سے ان کا علم واقعی حاصل ہو جاتا ہے معجم ج ۲۹۶ و ۷۔ ۴۔ ۵۱۰ سے گذشتہ محدود بیان کی بہ نسبت معلومات میں یہ اور اضافہ ہو جاتا ہے کہ ود۔ نسر۔ یغوث۔ یعوق۔ یہ پانچ بت نوح کی قوم میں پجتے تھے جنکو عمر بن لحی ساحل جدہ سے لایا تھا عرب میں جس نے اسکی پرستش کا دعدہ کیا قسم لیکر اسے دیا گیا۔

لیکن یہ انکشاف بھی ناکافی ہے بحار ۲۷/۴ میں امام محمد باقرؑ کی جو تقریر ہے وہ نہایت مفصل اور بسیط ہے۔ اس سے اور بھی بہت سے مسائل تاریخی کا انکشاف ہوتاہے۔ امام فرماتے ہیں۔ ابلیس نے سب سے پہلے آدم کی تصویر بنائی تاکہ خدا کی خالص عبادت سے لوگوں کو موڑ دے۔ ود قابیل کی اولاد میں تھا یہ قابیل کا خلیفہ بھی تھا۔ یہ لوگ پہاڑ کی کھوہ میں رہتے تھے۔ ود اپنے بھائیوں میں عزت کی زندگی بسر کرتا تھا جب مرنے لگا تو اسنے اپنے بیٹے سواع کو خلیفہ کیا۔ ابلیس نے وُد کی تصویر بناکر لادی جس سے ابتدا ًدل بہلانیکا کام لیا گیا۔ کچھ دن کے بعد اس کا سجدہ بھی کیا جانے لگا۔ سواع نے ود کی عظمت پر حسد کیا اسنے سوچا کہ میں خود کیوں نہ اس جگہ کو حاصل کروں۔ سواع نے ود کی شکل مٹادی۔

پہلے تو لوگ سواع کے قتل پر آمادہ ہوئے۔ مگر بعد میں اس تقریر نے اون کا غصہ ٹھنڈا کر دیا کہ میرے بعد تمھاری سرداری کون کرے گا۔

سواع کیطرف لوگوں کا عام میلان ہو گیا۔ سواع مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے یغوث کو خلیفہ کیا۔ ابکی ابلیس نے سواع کی تصویر ہی نہیں بلکہ لکڑی کا مجسمہ بنایا۔ اسکا بھی سجدہ ہوتا رہا۔ سواع کے واقعہ سے لوگوں کو تجربہ ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ لوگ یغوث سے ڈر گئے تھے۔ کہ کہیں سواع کے مجسمہ کو بھی فنا نکر دے۔ ان لوگوں نے نگہبان مقرر کئے، تاکہ اسکی پوری حفاظت ہو سکے۔ ہفتہ میں ایک روز یہاں آ کے حاضری دیتے تھے۔ یغوث نے بھی باپ کی سنت کو زندہ کیا۔ رات کو نگہبانوں کو قتل کر کے مجسمہ کو جلا ڈالا۔ لوگوں کو معلوم ہوا تو بہت برہم ہوئے۔ یغوث کے قتل پر آمادہ ہوئے کچھ دن تک وہ چھپا چھپا رہا۔ مگر بعد میں لوگوں نے اسے تلاش کیا۔ اور اس کی عزت کرنے لگے۔ جب وہ بھی مرنے لگا تو اپنے بیٹے یعوق کو اپنا خلیفہ بنایا۔

ابلیس نے یغوث کا مجسمہ بنا دیا۔ ابکی جو مجسمہ بنایا وہ پتھر کا تھا۔ اس مجسمہ کیلئے ایک گھر بھی بنایا گیا اور معاہدہ کیا گیا کہ یہ گھر سال میں ایک مرتبہ کھولا جائے گا۔ یعوق کو اپنی عظمت کی بھوک تھی۔ اس نے رات کو اٹھکر آگ سے سارے مکان کو مسمار کر دیا۔ مکان نگہبان۔ اور مجسمہ سب برباد ہو گئے۔ صبح کو سب لوگ یہ دیکھکر بہت بددل ہوئے۔ مگر یعوق کے قتل سے صرف اس خیال سے باز رہے کہ ہماری ریاست کا مالک کون ہوگا۔

جب یعوق مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے نسر کو خلیفہ کیا۔ ابکی ابلیس نے جو مجسمہ بنایا وہ مٹی کا تھا اوپر چاندی کی چادر منڈھی ہوئی تھی۔ اسکو ایک دیر میں نصب کیا گیا۔ نسر کو بھی اپنے مقابلہ میں باپ کی تعظیم گراں گزری۔ اس نے ایک اور بتخانہ بنا کر ایک چھوٹی سی جماعت کو اس کا

بجاری بنا کرانی مرکز بت مسوانی - یہ زمانہ اتنا کھنچا کہ حضرت ادریس کی نبوت کا دور آگیا آپ اپنی جماعت کے ساتھ اس قوم کے مقابلہ کو نکلتے ہیں - مخالفین کو شکست ہوی - کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگ گئے - اور کچھ مختلف مقامات میں پھیل گئے -

حضرت ادریس نے بت کو دریا میں ڈلوادیا

فراریوں میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی یاد کے مطابق ویسے ہی بت بنائے اور وہی نام رکھا - یہانتک کہ جناب نوح کا عہد آگیا - آپ نے ان کو توحید کی دعوت دی اور صنم پرستی سے روکا ہے -

اس حدیث سے بہت سی پیچیدگیوں کا حل ملجاتا ہے - پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ :-
ود - یعوق - یغوث - سواع - نسر - انسانوں کے نام ہیں بلکہ انسانوں کے بالکل ابتدائی سلسلے کے - پہلے ان کے مرنے کے بعد ان کی تصویر بنائی گئی - پھر ان تصاویر نے لکڑی کے بتوں کی شکل اختیار کی ہے - دربان - حجاب معین ہوئے ہیں - ہفتہ میں ایکروز عبادت کیلئے مقرر ہوا - لکڑی کے بعد پتھر کا مجسمہ بنایا گیا - اسکے لئے باقاعدہ تعمیر کی بنیاد ڈالی گئی - سال میں ایکبار معبد کے افتتاح کی اجازت تھی - پھر مجسمہ مٹی کا بنایا گیا - جسپر چاندی کی چادر منڈھی گئی - اور ایک دیرین نصب کیا گیا -

مجھے اس مقام پر یہ تصریح کردینا چاہئے کہ پہلے اسماء میں معنی کا لحاظ کوئی ضروری امر نہیں تھا پھر بھی یہ ممکن ہے کہ مناظر پرستی کے سلسلے میں یہ کام پہلے درختوں اور ستاروں سے لئے گئے ہوں عرصہ کے بعد ان الفاظ کے معانی کی تلاش شروع ہوئی ہو اور جو معنے سمجھ میں آئے ہوں اون سے اس قسم کے مقاصد کا ربط رکھا گیا ہو - مثلاً ود کو محبت کا دیوتا اور یغوث کو فریادرسی اور یعوق کو دفع ضرر کا -

بحار مجلسی ۱۴/۱ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کلب نے "ود" کو بنی ہذیل نے "سواع" کو بنی مراد نے

"یغوث" کو اور بنی ہمدان نے "یعوق" کو اور بنی حمیق نے "نسر" کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا۔
سبائک الذہب فی معرفۃ قبائل العرب ابی الفوز محمد بن امین بغدادی سویدی م بغداد ۱۲۴۶ھ
ص۱۰۲ میں لکھا ہے کہ ود کی شکل ایک عظیم الجثہ انسان کے ایسی بنائی تھی اور اس پر
دو حلے تھے ایک لنگی کے کام میں اور ایک "ردا" کی جگہ استعمال ہوتا تھا اور اس پر
ایک تلوار لٹکی ہوئی تھی اور ایک کمان۔

معجم ۹/۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں قریش سے انھیں خصوصیت ہو گئی تھی۔

تذکرۃ الائمہ مجلسی ص۲۳ میں قریش کے بتوں کی فہرست حسب ذیل ملتی ہے۔
لات۔ مناۃ۔ ہبل۔ سواع۔ ود۔ بعل۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر۔ طائر۔ بک۔ اساف۔ نائلہ
جبت۔ طاغوت۔ صنم۔ وثن"

بحار ۱۲۸/۲ میں امام محمد باقرؑ کے ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قریش ان بتوں کو جو کعبہ
کے پاس تھے مشک و عنبر ملتے تھے۔ یعوق دروازہ کے سامنے تھا۔ یغوث کعبہ کے داہنی طرف
نسر بائیں جانب۔ جب یہ لوگ کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو یغوث کے لئے سجدے میں گر پڑتے تھے
پھر یعوق پھر نسر کے پاس آتے تھے اور کہتے تھے۔

لبیک اللھم لبیک لا شریک لک الا شریک ھو لک تملکہ و ما ملک"۔

امام فرماتے ہیں کہ خدا نے ایک مکھی کو بھیجا جس کے چار پر تھے۔ جو سب مشک و عنبر کھا گئی
امام نے فرمایا آیت ذیل اسی موقع پر نازل ہوئی۔

"لوگو ایک مثل بیان کی جاتی ہے۔ اسے کان لگا کر سنو خدا کو چھوڑ کر جن لوگوں کو تم پکارتے ہو
وہ لوگ سب ملکر ایک مکھی تک تو نہیں پیدا کر سکتے۔ اور اگر کہیں مکھی کچھ ان سے چھین لیجائے
تو اس سے اسکو چھڑا نہیں سکتے" ۱۷/حج

---

مناۃ۔ معجم میں مناۃ کے کئی ماخذ بتلائے گئے ہیں۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ مناۃ منی سے

مشتق ہے۔ جسکے معنی ہیں "تقدیر" مگر عام طور سے جو اسکے معنی بیان کئے جاتے ہیں مجھے اس سے انحراف کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ عون الباری حل ادلۃ البخاری صدیق حسن خاں م ۱۳۰۶ھ ص ۳۹۹ میں لکھا ہے کہ منات اس بت کا نام اسلئے ہوا کہ اسکے پجاری اس کے سامنے قربانیاں کرتے تھے۔

مناۃ کے متعلق سیرۃ ابن ہشام ۱/۴۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحل بحر پر مقام قدید بناحیہ مشلل میں "اوس" و "خزرج" کا بت تھا۔

بخاری م میمنہ مصر کتاب الحج باب وجوب الصفا والمروۃ ص ۱۹۳ میں حضرت عائشہ کا قول ہے کہ انصار قبل اسلام مشلل کے پاس مناۃ ہی کی عبادت کرتے تھے۔

سیرۃ ابن ہشام ۲/۹ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسول رسول کے زمانہ میں بھی موجود تھا امیر المومنین نے اسے رسول کے حکم سے توڑا ہے۔

## کیا مناف بھی کوئی بت تھا
## تاریخ کی ایک لغزش

ہم تاریخ کو الہام کا درجہ نہیں دیتے۔ ہمیشہ تاریخ پر ماحول اور مورخ کے ذاتیات کا اثر پڑتا ہے۔ مناف کے متعلق بھی مورخین علامہ جو تصریح کرتے ہیں مجھے اس سے بالکل اتفاق نہیں۔ ہم اس کا اعلان مناسب سمجھتے ہیں کہ تاریخ اسلام کا وہ حصہ جس سے اسلام اور اسکے خدا اور رسول کے تاریک پہلو پیدا ہوتے ہیں وہ صحیح معنی میں مسلمانوں کی تاریخ نہیں ہے۔ غضب خدا کا بعض کوتاہ اندیش قائل ہیں کہ رسول کے نسب میں "نکاح مقت" کا بھی قدم ہے۔ اسکی یہاں تفصیل ہم نہیں لکھنا چاہتے۔ جسکو زیادہ اطلاع مقصود ہو وہ سیرۃ نبویہ زینی دحلان م مصر ۱۳۹۵ھ ص ۸ کا مطالعہ کرے۔ حالانکہ مواہب لدنیہ خطیب عسقلانی ۱/۱۳ اور سیکڑوں تاریخوں میں ہشام بن محمد بن سائب کلبی کے والہ کا یہ قول مشہور ملتا ہے کہ موصوف نے رسول کے مادری سلسلہ میں پانچسو نام لکھے تھے۔ ان میں جاہلیت کا کوئی

عیب نہیں پایا۔ اسی صفحہ میں قول رسول بھی مذکور ہے۔ کہ آدم سے عبد اللہ تک میرے سلسلۂ پدری کو جاہلیت کی نجاستوں سے سابقہ نہیں ہوا۔

احسن القصص مولفہ مولوی احسان اللہ لکھنوی مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۰ھ ص۱۷۵ میں تصریح ہے کہ متاخرین تمام اجداد رسول کے موحد اور مسلم ہونیکے قائل ہیں۔

افسوس ہے منتہی الارب ص۲۷۷ مطبوعہ ۱۲۵۶ھ کلکتہ۔ تاج اللغات ص۴۶۹ اور اکثر تاریخ و لغات میں مناف کو ایک بت کا نام بتایا گیا ہے۔ مصنف احسن القصص نے ص۱۵۲ میں یہ بھی لکھ دیا کہ جناب عبد مناف کی ماں مناۃ بت کو پوجتی تھیں۔ اسلئے اپنے بیٹے کا نام عبد مناۃ رکھا۔ قصی عبد مناف کے والد نے مناۃ کو مناف سے بدل دیا۔ اس تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مناف کوئی بت نہیں تھا بلکہ یہ مناۃ کی تحریف ہے۔

واقدی نے اور تماشا کیا طبقات ابن سعد ص۳۹ میں قصی کا ایک قول بھی نقل کر دیا کہ میں نے اپنی چار اولادیں ۲ کا نام اپنے خدا کے نام پر رکھا۔ اور ایک کو اپنے گھر کی طرف منسوب کیا ہے اور ایک کو اپنی طرف۔ ایک کا نام "عبد قصی" اور دو کا نام "عبد مناف" و "عبد العزی" اور ایک کا عبد الدار رکھا۔

عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب احمد بن علی بن حسین داؤدی متوفی ۸۲۸ھ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۸ھ ص۱۰ میں بھی لکھا ہے کہ مناف ایک بت کا نام ہے جو مستقبل رکن اسود میں تھا۔ یہ نام عبد مناف کی ماں نے رکھا۔

یاقوت حموی جسکو علم الاصنام علم الآثار علم البلدان میں کمال تھا۔ اور جسکی کتاب معجم کا موضوع ہی اس قسم کی تحقیقات سے متعلق تھا۔ وہ بھی ان مصنفین کی پیروی میں معجم ۱۹۶/۸ میں یہ لکھ جاتا ہے کہ مناف بت کا نام تھا اور بہت جلد اپنے مقصد پر آجاتا ہے کہ اکثر جد سے قریش "عبد مناف" نام رکھتے تھے۔ مگر یہ صرف دعوی تھا جسکی دلیل یاقوت ایسے محقق

اور علم البلدان کے علامہ سے ناممکن تھی۔ آخر کار وہ اپنے تعمیر کردہ قلعہ کو یہ لکھ کر خود ڈھا دیا ہے "لا ادری این کان ولا من نصبہ" مجھے نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں تھا اور کسنے نصب کیا تھا۔

کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ قریش کے بت کے بارے میں جسکو وہ اسقدر معظم سمجھتے تھے کہ اپنی عبدیت کا مظاہرہ اپنے نام کے ذریعہ سے کرتے تھے۔ مگر مورخین کو اجمالاً بھی اس کے صحیح معلومات نہیں حاصل ہو سکے۔ اولاً تو علماء لغات اور مورخین کو اس سے زیادہ نہیں معلوم کہ عبد مناف ایک بت کا نام تھا اور بعض نے دو ایک لفظیں لکھیں ہیں تو ان میں سخت اختلاف ہے یاقوت ایسا متبحر یہ نہیں بتا سکا کہ وہ بت کہاں نصب تھا اور کسنے اسے نصب کیا۔

علمائے خاصہ کی کسی تاریخ و لغت میں اس قول واہی کی ہمنوائی نہیں کیگئی ہے۔ مجلسی نے بحار ۱۵/۱ میں صرف "کراجکی" کا قول نقل کیا ہے۔ اونکی تائید اس سے نہیں معلوم ہوتی۔ ہمارے تمام علما و مورخین نے اسکے خلاف تصریح کی ہے بلکہ مناف کی صحیح اور حقیقی توجیہ بھی بتادی ہے۔

---

مجمع البحرین م طہران ۱۳۱۳ھ باب ما اولہ اللام و آخرہ الفاصہ ۴۲۵ میں مناف کے معنی "بلند" اور عبد مناف سے مراد ابو ہاشم" لکھا ہے۔

مناقب علامہ ابن شہر آشوب م سنہ ۱۳۱۳ طہران صفحہ ۱۰۶ کی پوری عبارت یہاں نقل کردی جاتی ہے عبد مناف سمی بذلک لانہ علا و ناف

عبد مناف انھیں اس لئے کہتے ہیں کہ ممدوح بلند ہوئے اور برتری حاصل کی

اصل یہ ہے کہ یہ تہمت کہ مناف بت کا نام تھا بنی اُمیہ کی تصنیف ہے۔ اور یہ اس واقعہ کے صلے میں ہے کہ رسول اور آل رسول کو بنی امیہ کی اپنے خاندان اور نسب میں

شرکت سے شدید انکار تھا۔ بنی امیہ اور بنی ہاشم کے خاندانی سلسلہ میں سیکڑوں امتیازات
کے علاوہ ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ بنی ہاشم کے نام نہایت عمدہ اور خوش معنی ہوتے تھے
اور بنی امیہ و بنی عبد شمس کے مکروہ ابن ابی الحدید معتزلی نے یہ پردے فاش کیے ہیں۔
وہ اپنی شرح ۹۵/۲ میں لکھتے ہیں "لیس لعبد شمس لقب کریم" بنی عبد شمس کا
کوئی اچھا لقب نہیں ہے۔

**ایک اور تاریخی غلطی کا ازالہ** یہ مسئلہ تو صاف ہو گیا کہ مناف کسی بت کا نام نہیں تھا
ایک اور شدید تاریخی غلطی کی طرف بھی
ہم توجہ دلا دینا واجب سمجھتے ہیں تقریباً فیصدی ۹۹ بت حضرت امیر المومنین کے ہاتھ سے
توڑے گئے ہیں جسکے صلہ میں اون کو بارگاہ رسالت سے "کاسر الاصنام" کا خطاب عطا
ہوا ہے مگر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اکثر بت شکنی کی فہرست دوسروں کے نام سے مرتب کر دی گئی ہے۔
کہیں کسی دوسرے کو بھی علی کا شریک کر دیا ہے۔ کہیں دبی زبان سے کہا گیا کہ علی نے
اس بت کو توڑا"۔

مثلاً علی نے مناۃ کو توڑا مگر پہلے اسکے شکست کے موقع پر ابوسفیان کا تعارف کرایا
جاتا ہے۔ آخر میں علی کا بھی بڑی تنگدلی سے ذکر آجاتا ہے۔ حالانکہ یہ ابوسفیان وہی
بزرگ ہیں جو کہتے تھے "لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم (بخاری غزوہ احد) امام بخاری
جب سریہ ذوالخلصہ میں ذوالخلصہ بت کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اسے جریر بن عبداللہ
بجلی نے توڑا حالانکہ یہ تاریخ کا نہائت مشہور واقعہ ہے جسمیں حضرت علی کا نام
اہمیت کے ساتھ پیش ہوتا ہے۔

سیرۃ ابن ہشام ۹۳/۱ میں یہ حقیقت بے نقاب ہو گئی کہ ذوالخلصہ کو حضرت علی نے
توڑا ہے۔ حضرت علی نے اسمیں دو تلواریں پائیں۔ ایک کا نام "رسوب" تھا دوسری کا نام

"مخدوم" امیر المومنین رسول کی خدمت میں اُسے لیکر تشریف لائے ہیں۔ پیغمبر اسے امیر المومنین کو ہبہ کر دیتے ہیں۔

یہ واقعہ اتنے جزئیات کو لئے ہوئے ہے۔ تعجب ہے کہ مورخین سے کیسے یہ بھلا یا گیا۔

معابد۔ تتمہ عنوان میں ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بتوں کے ساتھ معابد کا بھی اجمالی تذکرہ کریں۔

فقہ اللغۃ ثعالبی متوفی ۴۳۰ھ مطبوعہ مصر میں یہود۔ نصاریٰ۔ مجوس و رہبان کے معابد کی علیحدہ علیحدہ اصطلاحیں لکھی ہیں۔ کنیسہ یہود کیلئے بیعہ نصاریٰ کے لئے صومعہ رہبان کیلئے۔ بیت النار مجوس کیلئے ہے۔

صرف معجم ۱۸۵/۲ ہی سے ۵۹ عمارتوں کا تفصیلی پتہ ملجاتا ہے جسمیں "دیر بتول" اور "دیر الشیاطین" کی طرف ہم توجہ دلاتے ہیں۔

مسعودی نے مروج الذہب (حاشیہ کامل) کی پانچویں جلد میں ایک عنوان قائم کیا ہے "عالم کے محترم گھروں اور ہیکلوں اور آتشکدوں۔ بتوں اور ستاروں کا بیان"

اس مقام پر ہم صرف دو عمارتوں کا ذکر کرتے ہیں قلیس اور غمدان۔

قلیس (معرب کلیس) تاریخی معبد ہے جو عرب کو کعبہ سے موڑنے کیلئے بنایا گیا تھا جسکے جواب میں ایک عرب نے اسے نجس کر دیا۔ نتیجہ میں واقعہ فیل کا ظہور ہوا (معجم ۳۵۳/۵)

غمدان بھی صنعا کی ہفت منزلہ عمارت تھی اس کا بانی ایشرح بن حبیب تھا اسکے متعلق یاقوت نے ۳۵۳ میں لکھا ہے کہ یہ عمارت حضرت عثمان کے زمانہ میں منہدم کر دیگئی۔ حضرت عثمان سے لوگوں نے آکر یہ کہا کہ یمن کے کاہن یہ خیال کرتے ہیں کہ اسکا گرانے والا قتل کیا جائے گا۔ حضرت عثمان نے یہ سنکر تعمیر کا حکم جاری کر دیا۔ (فامر باعادتہ بنائہ) مگر یہ سنکر کام بند کرا دیا کہ اگر ساری دنیا کا خراج اسپر صرف کر دیا جائے جب بھی اسکا اعادہ ناممکن ہے۔

**بیت المقدس** بیت المقدس کی حالت تباہ کا مطالعہ مقصود ہو تو تاریخ بیت المقدس مولفہ ابو محمد عبد الحق اور تاریخ بیت المقدس مولفہ ناصر الدین محمد ابو المنصور مطبوعہ ۱۸۷۶ء ملاحظہ فرمائیے۔

## جہالت عرب

ابو الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ جلد ۲ جز ۹ صفحہ ۴۲۵ سے ۴۶۴ تک نہایت تفصیل سے عرب کے زمانہ جہالت کو پیش کیا ہے۔ نہایت معتبر تاریخوں سے واقعات لکھکر عرب کے زمانہ جاہلیت کے اشعار سے اسکی تطبیق بھی کرتے گئے ہیں ہم ذرا اختصار سے اسکو درج کرتے ہیں۔

زمانہ قحط سالی میں ایک شخص ایک جماعت کے ساتھ جنگل میں جاتا تھا گائے کی دم میں بہت سی لکڑیاں باندھ دیتے تھے۔ ان لکڑیوں میں آگ لگا دیتے تھے۔ اور کسی اونچے اور سنگلاخ پہاڑ پر اسے لیجاتے تھے اور اسے دوڑاتے تھے۔

گائے کے متعلق اون کے عجیب عجیب خیالات تھے۔

اگر کسیکو سانپ کاٹ لیتا تھا تو وہ اسکو زیور پہناتے تھے۔

اون کے پاس جب اونٹ کی تعداد ایک ہزار تک پہونچ جاتی تھی تو وہ ایک اونٹ کی آنکھ پھوڑ دیتے تھے کہ نظر بد سے گلہ محفوظ رہے۔ جب کوئی مرجاتا تھا تو اسکے ناقہ کو عجیب طرح سے ایک گڑھے میں ڈالدیتے تھے۔ کھانا پانی سب اسپر بند کر دیا جاتا تھا۔ یہانتک کہ وہ مرجاتا تھا۔ اکثر مرجانے کے بعد اسے جلا ڈالتے تھے۔ اور اسکی کھال کھینچکر اسمیں گھاس بھرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ یہ ناقہ اون کو حشر میں ملے گا اور اگر وہ ایسا نہ کرینگے تو میت کو حشر میں پیدل چلنا پڑے گا۔

ہامہ کے متعلق قریب قریب سارا عرب متحد العقیدہ تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر کسی قتل کا عوض نہ لیا جائے تو مقتول کے سر سے ایک جانور نکلتا ہے اور وہ آواز دیتا ہے کہ ہیں

پیاسا ہوں پانی پلاؤ۔

ان کے عقائد میں صفر بھی مشہور ہے۔ ان کا خیال تھا کہ ہر شخص کے پیٹ میں ایک سانپ ہوتا ہے جب انسان کو بھوک ستاتی ہے تو وہی سانپ جگر اور آنتوں کو کاٹتا ہے۔

جب کسی وبائی قریہ میں داخل ہوتے تھے تو دروازے پر کھڑے ہو کر گدھے کی آواز میں چیختے تھے۔ اس کا نام تعشیر رکھتے تھے۔

بوقت سفر درخت کی جڑ یا ٹہنی میں ڈورا باندھ دیتے تھے۔ واپسی میں اسمیں کوئی تغیر پا کر بیوی کی بدعصمتی کی نشانی سمجھتے تھے اس کو وہ رتم اور رتیمہ کہتے تھے۔

جس عورت کا بچہ مرجاتا تھا وہ کسی شریف مقتول کو کچلنا بقائے اولاد کیلئے فال نیک سمجھتی تھی اسے وہ مقلات کہتے تھے۔

کسی لڑکے کے دانت گرجاتے تھے تو اسے آفتاب کے سایہ میں رکھکر کہتے تھے کہ اس سے اچھا دانت دے۔ ان کا خیال تھا کہ رئیس کا خون کتے کے کاٹے کا علاج ہے۔

جب کسی پر جنوں یا ارواح خبیثہ کے تسلط کا خیال ہوتا تھا تو اس پر گندی چیزیں لادی جاتی تھیں۔ مثلاً حیض کا کپڑا۔

آنکھ پھڑکتی تھی تو کہتے تھے کسی محبوب سے ملاقات ہوگی یا خبر ملیگی۔

عاشق و محبوب کا اپنے برقع اور چادر کو چاک کرنا بقائے محبت کی علامت سمجھتے تھے۔

جس مسافر کی واپسی نہیں چاہتے تھے اسکے پیچھے آگ روشن کرتے تھے یا برتن توڑ کر پیچھے ڈالدیتے تھے۔ لومڑی اور بلی کا دانت بچوں کے جنوں سے حفاظت کے لئے پہناتے تھے۔

راستے میں ڈاکو اور چور کے ڈر سے ناقہ کو کہیں باندھکر خط کھینچتے تھے۔ اور کہتے تھے ہم وادی کے مالک سے پناہ مانگتے ہیں۔ اسکا ذکر قرآن میں بھی ہے وانہ کان رجال من الجن فزادوھم رھقا

بخار کے بعد بچوں کے منھ پر جب دانے نکل آتے تھے تو اسکے سر پر ایک برتن رکھتے تھے بچہ گھر گھر

"الحلا" "الحلا" "الطعام" "الطعام" پکارتا پھرتا تھا۔ عورتیں روٹی کے ٹکڑے، خرمے اور گوشت اسمیں ڈالدیتی تھیں وہ سب کتوں کے سامنے رکھدیا جاتا تھا۔ انکا خیال تھا اگر کوئی بچہ اسمیں سے کھالیتا تھا تو اس مرض میں مبتلا ہوجاتا تھا۔

جب کسی ناکتخدا عورت کو شوہر نہیں ملتا تھا تو وہ ایکطرف کے سر کے بال بکھراتی تھی۔ اور دوسرے طرف کے آنکھ میں سرمہ کرتی تھی۔ ایک پاؤں میں جھانجھ پہنتی تھی۔ یہ سب رات کو ہوتا تھا۔ وہ بلند آواز سے کہتی تھی "یا لکاح ابغی النکاح قبل الصباح"

"اے لکاح میں صبح سے پہلے نکاح چاہتی ہوں"

ہرن۔ لومڑی، شتر مرغ وغیرہ کو جنوں کی سواری سمجھتے تھے۔ کوے، مرغ اور کبوتر اور سانپ سے جنوں کا ایک ربط سمجھتے تھے، بلکہ انکو جن ہی سمجھتے تھے۔ طویل بیماری کو وہ جن کا تسلط سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ سانپ وغیرہ کو شاید مار ڈالا ہے۔ مٹی کا اونٹ بناتے تھے۔ اور سبز گیہوں، جو خرمہ لاتے تھے۔ صبح کو اگر بعینہ پاتے تھے تو سمجھتے تھے کہ دیت نامنظور ہوئی۔ اور اضافہ کرتے تھے۔ اگر تغیر پاتے تھے تو باجا بجاتے تھے۔ اور یہ مریض کی صحت کی فال تھی۔

کسی غائب کی خبر لگانے کیلئے وہ کسی گہرے کنویں میں نام لیکر پکارتے تھے اونکا خیال تھا کہ زندہ ہوگا تو بولے گا۔

عورتوں کو اپنے حریف کی صف کے درمیان پیشاب کرانا صلح کی علامت سمجھتے تھے۔ اژدھے کو قتل کرکے وہ جن کے حملے سے ڈرتے تھے۔

بحیرہ، سائبہ، وصلیۃ وغیرہ سب اسی قسم کی اصطلاحیں ہیں جو اونٹ اور بھیڑ وغیرہ کی نذر یا اور کسی موقع پر متعلق ہوتیں تھیں۔ تفصیل کیلئے بحار ج ۳ ص ۴ ۔ دول العرب۔ قاموس اللغۃ۔ شرح ابی الحدید کا مطالعہ کیجئے۔

تجلی نبوت اور رنگ عالم۔ شرح ابی الحدید ج ۲ میں تفصیلاً بتایا گیا ہے کہ بعثت

رسول کے وقت رنگ عالم کیا تھا علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ علما کا بیان ہے کہ اوس وقت بنی آدم چند گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے بعض یہودی۔ بعض نصاریٰ بعض مجوس بعض صابئی بعض بت پرست بعض فلاسفہ بعض زنادقہ۔ خاص عرب کے مذاہب پر وہ بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض عرب خدا اور حشر و نشر کے منکر تھے۔ قرآن مجید نے انھیں کے خیال کو بیان کیا ہے

---

عـــہ تفاسیر میں صابئین کے متعلق جو بیان ہے وہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

بعض کہتے ہیں یہ اہل کتاب کا ایک گروہ ہے لیکن حقیقتہً یہ اہل کتاب نہیں ۔ مجمع البیان ۱۲۴۸ھ

صابئین ستارہ پرست ہیں یا وہ کفار جو اپنا مذہب بدلتے رہیں۔ تفسیر خلاصۃ المنہج فارسی ملا فتح اللہ م ۱۲۷۵ھ

صابئین کفار کا وہ گروہ ہے جو برابر مذہب بدلا کرے۔ ان لوگوں کو بھی صابئین کہتے ہیں جو ہر مذہب سے تھوڑی تھوڑی باتیں اخذ کر لیا کرتا تھا۔ بلکہ جو ستاروں کو پوجتے تھے۔ نماز کعبہ کیطرف منھ کر کے پڑھتے تھے بعض کہتے ہیں صابئین زنادقہ کا نام ہے۔ بعض ستارہ پرستوں کو بعض ملائک پرستوں کو صابئین کہتے ہیں جو خدا کا بھی اقرار کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ نصاریٰ اور مجوس کے بین بین ایک قوم صابی تھی

تفسیر منہج الصادقین فتح اللہ خاں ایام ۹۸۲ھ ج ۱ ص ۱۷۸

انھیں صابی اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا خیال تھا کہ یہ خدا کے دین کیطرف مائل ہوئے حالانکہ یہ جھوٹے ہیں۔ قمی میں ہے کہ یہ لوگ اہل کتاب نہیں ہیں بلکہ ستارہ پرست ہیں۔ تفسیر صافی محسن فیض م ۱۰۹۱ھ

صابئین وہ ہیں جو کبھی جنس نصاریٰ میں شمار ہوتے ہیں اور کبھی کسی اور دین میں

تفسیر نیشاپوری ج ۳ سورہ حج م ۱۲۸۱ھ

صابئین کسی ایک دین پر جمے نہیں رہے۔ قتادہ کا خیال ہے یہ لوگ ستارہ پرست تھے خدا اور معاد کے قائل تھے اور بعض انبیا کو مانتے تھے۔ مجاہد اور حسن کا خیال ہے یہ لوگ یہود و مجوس کے بین بین تھے۔ سدی کے خیال میں یہ اہل کتاب کا ایک گروہ ہے۔ جو زبور پڑھتا تھا۔ خلیل کا خیال ہے کہ یہ ایک قوم ہے جو نصاریٰ سے مشابہ ہے۔ فرق یہ ہے کہ ان کا قبلہ سمت جنوب میں ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ یہ دین نوح پر تھے۔

ابن زید کا خیال ہے کہ یہ لوگ جزیرہ موصل کے رہنے والے تھے۔ یہ اہل دین تھے لا الہ الا اللہ کہتے تھے لیکن کسی رسول کو نہیں مانتے تھے تفسیر کبیر رازی ۶۰۶

بعض کہتے ہیں یہ یہود و نصاریٰ کے بین بین ایک فرقہ ہے یہ لوگ سر منڈاتے تھے بعض کہتے ہیں یہ لوگ ملائکہ پرست تھے۔ کعبہ کیطرف نماز پڑھتے تھے ہر دین سے کچھ کچھ لیکر ایک مخلوط مذہب بنایا تھا۔

لباب التاویل خازن بغدادی متوفی ۵۱۶ھ مقرم ۱۳۲۱ھ

---

صابی ایک قوم ہے۔ جو یہودیت و نصرانیت سے نکلکر ستارہ پرست ہو گئی تھی کشاف زمخشری م ۵۳۸ مقرر ۱۳۱۸ھ

ما ھی الا حیوتنا الدنیا نموت ونحی وما یھلکنا الا الدھر

بعض عرب ایسے بھی تھے جو خدا کے قائل تھے مگر قیامت کے منکر تھے قرآن میں انھیں کے حکایت کیگئی ہے "قال من یحی العظام وھی رمیم" (بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے۔)

بعض عرب خدا کے بھی قائل تھے اور مجملاً حشر کے بھی۔ لیکن پیغمبروں کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے وہ بتوں کو شفیع سمجھکر پوجتے تھے۔ وہ ان کا حج کرتے تھے۔ ان کی قربانی کرتے تھے۔ نذریں پیش کرتے تھے۔ یہ مذہب جمہور عرب کا تھا۔

بہت سے عرب تناسخ کے قائل تھے۔ بت پرست بھی کئی طرح کے تھے۔ بعض تو بتوں کو خدا کا شریک سمجھتے تھے اور ان کو شریک باری کہتے تھے۔ اون کو تکمیل مقاصد کے وسائل میں شمار کرتے تھے۔

بعض وہ تھے جو بتوں کو خدا کا شریک تو نہیں کہتے تھے لیکن اون کو خدا تک پہونچنے کا زینہ یقیناً سمجھتے تھے۔ قرآن میں انھیں کے الفاظ پیش ہوئے ہیں: "انما نعبدھم لیقربونا الی اللہ زلفی" عرب میں وہ گروہ بھی تھا جو مشبہہ اور مجسمہ کہا جا سکتا ہے۔ انہیں امیہ بن صلت وغیرہ کا شمار ہے یہ کہتا تھا خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے۔ پاؤں کرسی کے نیچے گرائے ہوئے ہے۔

جمہور عرب بت پرست تھے۔ بعض عرب یہودیت کی طرف مائل تھے۔ انہیں جماعت تبابعہ اور ملوک یمن اور نصاریٰ بنی تغلب۔ قبیلہ عدی بن زید۔ نصارائے نجران کا شمار ہے بعض صابئہ کیطرف مائل تھے۔ اور نجوم و انوا، کے قائل تھے۔ خدا پرست لوگ بہت کم تھے۔ یہ لوگ ارباب ورع و تقویٰ تھے۔ بری باتوں سے الگ رہتے تھے۔ انہیں عبد المطلب، ابوطالب، زید بن عمر نفیل، قس بن ساعدہ ایادی، عامر بن ظرب عدوانی ایسے لوگو کا شمار ہے۔

قرآن مجید اور احادیث وغیرہ کے مطالعہ سے بعثت کے وقت خاص عرب کی حالت زار بالکل الم نشرح ہو جاتی ہے۔

توحید صدوق م سنہ ۱۲۲ میں یا احادیث کے ذیل میں باب قائم کئے گئے ہیں۔

باب الرد علی الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ ص ۲۷۶)

باب الرد علی الثنویۃ و الزنادقۃ ص ۲۳۹)

بحار مجلسی م سنہ ۱۳۱۱ ج ہم بڑی تقطیع پر ۳۷۵ کی کتاب ہے۔ اسمیں وہ آیات جمع کردیگئیں ہیں جن کا تعلق «احتجاج» سے ہے ص ۳۳ سے ان آیات کی تشریح شروع کردیگئی ہے۔

بحار ۱۲۴/۴ سے رسول کے یہود و نصاریٰ۔ دہریہ۔ ثنویہ۔ اور مشرکین عرب سے زبردست مناظرے ملتے ہیں۔

بحار ۱۳۶/۴ پر ایک عنوان قائم کیا گیا ہے «باب احتجاج النبی علی الیہود فی مسائل شتی»

بحار کتاب الاحتجاج ۴ میں کافی سرمایہ ملتا ہے جس سے عرب کے خیالات و عقائد کا کافی علم ہو جاتا ہے۔ شیخ عز الدین ابی منصور احمد بن علی طبرسی کی کتاب «الاحتجاج علی اھل اللجاج» بھی اس موضوع میں زبردست تالیف ہے۔

خریدۃ العجائب علامہ بن سراج الدین ابی حفص عمر بن وردی م مطبع شیخ عثمان عبد الرزاق مصر قاہرہ سنہ ۱۳۰۹ھ ص ۱۷۵ میں اشماویل عالم یہود (اسلامی نام عبد السلام) کا رسول سے ایکہزار چارسو مسائل دریافت کرنا اور رسول کے جوابات تفصیلاً مذکور ہیں بحار ۳۴/۴ سے «ابن صوریا» اور جماعت یہود (اہل فدک) کا رسول سے سوال مذکور ہے۔ ان سوال و جواب سے بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ بعثت کے وقت کم از کم عرب میں کن کن مذہب کا وجود تھا اور انکے کیسے کیسے عقائد تھے۔

یہ تھا کائنات قبل اسلام کا نقشہ جو سرسری طور سے پیش کیا گیا۔ یورپ آج صرف

اسلام کی عداوت میں چاند پر خاک ڈالنا چاہتا ہے۔ اور ذرہ کو آفتاب ثابت کرنے کی فکر میں ہے
وہ صرف اسلام کی پرخاش سے جہالِ عرب اور یونان وفارس کے غیر مہذب اقوام کا قصیدہ
پڑھ رہا ہے۔ یورپ کے متعصب مورخ اپنے خیال میں یہ کہکر کہ اسلام کا تمدن یونان وفارس یا
عرب کے تمدن کی نئی صورت ہے" "عرب قبل اسلام بعد اسلام سے ہزار درجہ بہتر تھا"
بہت خوش ہوئے ہونگے کہ ہمنے اپنے حریف کے خلاف اتہامات کا ایک قلعہ تیار کر لیا ہے
کاش وہ سینٹ ہلیر فرنچ مستشرق کا یہ جواب سنکر شرماتے کہ عرب قبل اسلام کی تمدنی و مذہبی
حالت ایسی ہی تھی کہ قرآن کو عام ابتدائی تعلیم محرماتِ نکاح اور ایسے ہی چھوٹے چھوٹے
اصول کے بیان کرنیکی ضرورت پڑی۔

تاریخ کامل ابن اثیر ۲/۹۶ میں وہ اصول لکھے ہوئے ہیں جو رسول نے بیعت کے موقع پر
پیش کئے تھے "دیکھو شرک نکرنا۔ زنا نکرنا۔ اولاد کو قتل نہ کرنا"

اہل عرب نے جو سوال معیار نبوت سمجھکر رسول کی خدمت میں پیش کئے تھے اس کے مطالعہ سے
اونکی عقل اون کے علم کا اچھی طرح اندازہ ہو جاتا ہے۔

کبھی رسول سے یہ فرمائش تھی کہ خدا و ملائکہ کو دکھا دیجئے تو ہم ایمان لائینگے۔ کبھی کہتے تھے کوہ صفا
کو سونا بنا دیجئے (بحار ۶/۳۲)

کبھی کہتے تھے کہ قرآن کے کتاب اللہ ہونے پر چار ملائکہ کو گواہی کیلئے لایئے۔ کبھی کہتے تھے
کہ ہم آپ کو اوسوقت تک سچا نہیں مانیں گے جبتک ہماری آمدنی نہ بڑھائیے۔ بحار ۶/۱۰۱
کبھی کہتے تھے ایک سال آپ ہمارے خدا کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپکے خدا کی
عبادت کرینگے (بحار ۶/۱۲۲)۔

یہ تھا عرب کا سرمایۂ علم و عقل یہ تھی یونان و فارس کی کائناتِ تمدن۔
مجھے اس سے انکار نہیں ہے کہ رومن وضع قانون میں مشہور نہیں تھا جبکہ مجھے اقرار ہے کہ

یونان فلسفہ و حکمت میں ایران نفاستِ طبع میں اٹلی مصوری میں شہرت رکھتے تھے
مگر انسانیت کی پیچیدگیوں کا حل۔ فطرت کی اندرونی و روحانی عالم کی خبر گیری ان کے
بس کی چیز نہیں تھی۔

چالاک یورپ نے ہمارے اسلحہ کو بے ہنری سے خود۔ ہم پر استعمال کرنا چاہا ہے۔
ہم کہتے ہیں کہ یورپ کا جدید تمدن اسکا ذاتی نہیں ہے بلکہ یونانی و لاطینی تمدن کا اقتباس ہے
یورپ کے پاس سوا برقی و دخانی دریافت کے اور کیا ہے اور جو ہے وہ روح انسانیت کا
سوہان۔ اخلاقیات کا قحط۔ تسکینِ باطن کا دیوالہ۔

اے یورپ یہ کیسی محسن کشی ہے۔ کیا تو صداقت و دیانت کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے۔
کہ اسلام کا پیام دنیا میں کسی اور نے بھی دیا ہے کیا تجھے خبر نہیں کہ وہ انسان جو کائنات کے اسرار
و انوار کو معلوم کرنے کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ وہ انسان جو عالم اکبر کو مسخر کرنے کے لئے آیا تھا قدرت نے
جسکے لئے مخلوقات کی ساخت میں محکومیت کی شان رکھدی تھی۔ وہ جو ایک دن مسجودِ ملائکہ تھا
اسنے ایک دن اپنی ہستی کو اسقدر ذلیل و خوار کر دیا تھا کہ اسمیں اپنے جلال و جبروت کی حس بھی باقی
نہیں رہی تھی۔ مکونات اسکی چاکری کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔ مگر اس نے اپنے کو اتنا گرا دیا کہ
جنسِ سافل کو اپنا معبود اکبر بنا بیٹھا تھا۔ وہ تخلیق کے مقصد اقصیٰ کو بھلا کر ذاتیات کے بھنور
میں پھنس گیا تھا۔

خاص عرب میں بکر و تغلب کی لڑائیاں اپنی خونی فضا بڑھاتی جاتی تھیں۔ حضر موت
و کندہ کے لوگ جنگ کی آگ تاپ رہے تھے۔ اوس و خزرج جنگ کی دیبی پر بھینٹ چڑھ
چکے تھے۔ خاص حرم (مکہ) میں حرب الفجار کے شعلے بھڑک رہے تھے لوٹ مار سے کسی
لمحہ میں زندگی کے متعلق کوئی اطمینان نہ تھا۔

توحید پرستی کا دور اٹھ چکا تھا صرف عرب نہیں کائنات میں شرک سے دہریت کی

کی فرمانروائی تھی - تہذیب دنیا سے رخصت ہو چکی تھی - اخلاقیات کے نام سے عالم ناواقف ہو گیا تھا -

اسوقت رحمت الٰہی جوش میں آئی - عالم پر نگاہ ڈالی گئی - آبادیاں چنی گئیں - ملک کا انتخاب ہوا - شہر چنا گیا - قبیلہ پر نظر دوڑائی گئی - رحمت کا بادل جھوم جھوم کے آتا تھا اور منزل تلاش کرتا تھا کہ کہاں برسے - ایک اللہ کا بندہ اس آسمانی صحیفہ کے لئے رحل بنا جسے قدرت اتارنیوالی تھی - نور رسالت کے امانتدار سلسلہ کی آخری کڑی عبد اللہ قرار پائے - ذرہ ذرہ میں طغیان شوق - خشک و تر میں تلاطم انتظار -

بت ہمہ تن زبان بنگئے - آنیوالے کی منقبت سرائی ان کا کام ہو گیا - کوئی خواب میں جھنجوڑا گیا کسیلئے بیداری میں کوئی آواز سنی - نظام عالم ایک انقلابی کروٹ بدل رہا تھا - ہاتف غیبی کی آواز نے فضا کو چھا لیا - ساری دنیا کے بت [ع۸] منھ کے بل گر پڑے - فاران [ع۹] کی چوٹی پر

---

ع۸ بتوں کے دلچسپ معلومات کے سلسلے میں قمر آرسول کی ولادت یا بعثت کے موقع پر بتوں کے تکلم اور دیگر خارق عادت واقعات آگئے ہیں ہمارے پاس ان واقعات کے امکان وقوع پر دلائل قاہرہ موجود ہیں مگر اس موقع پر اس موضوع کو چھیڑنا ایک مضمون مستقل کو دعوت دینا ہے - اس مقام پر ان مقدمات کے ذکر پر اکتفا کیجاتی ہے جو اثبات موضوع کے ضامن ہیں (۱) ستاروں سے اشیا متاثر ہوتے ہیں مثلاً سہیل سے چمڑا خوشبودار ہو جاتا ہے (۲) ہر شے میں قوت ملکوتی ہے جیسا کہ سورہ انعام ۹/۱۰۵ - یٰس ۲۳/۸۳ میں ہے سورہ نور ۱۶/۸۹ کے الفاظ یہ ہیں قل من بیدہ ملکوت کل شیء (۳) انسان افضل المخلوقات ہے (۴) انسان میں انبیا افضل المخلوق ہیں انہیں بڑی قوت ملکوتی ہوتی ہے جبتک یہ صُلب - رحم - یا حجاب نظر میں رہتے ہیں اثرات کا ظہور دھیما رہتا ہے پردہ ہٹ جانیکے بعد تجلی تیز ہو جاتی ہے (۵) خرق عادت ممکن ہے -

ع۹ فاران - مسلمانوں - یہودیوں - عیسائیوں کے درمیان ایک موضوع اہم بنگیا ہے قرآن میں نہ فاران ہے نہ باران - جہاں اسمٰعیل و ہاجرہ کو ابراہیمؑ نے پہونچایا تھا اسے "وادی غیر ذی زرع" کہا ہے - اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام ناقابل زراعت تھا جو مکہ سے ملا ہوا تھا - توریت سفر تکوین [illegible] میں فاران کو "ایل فاران" کہا گیا ہے - عبرانی میں ایل کے معنی خدا ہیں - اس سے یہ معلوم ہوتا ہے ظہور قدرت کا کوئی واقعہ اس جگہ سے متعلق تھا اسلئے یہ خدائی پہاڑ مشہور تھا - مکہ کے گرد و نواح کے پہاڑ حرا - ثور - صفا - مروہ - بو قبیس - اب بھی "الال" مشہور ہیں - الال ایل کی جمع ہے -

تکوین [illegible] سفر اعداد [illegible] سفر تثنیہ [illegible] ملوک [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ سینا - قادس - فاران - سعیر - یہ متعدد

---

جگہوں کے نام ہیں - اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاران وہ مقام ہے جہاں سے مصر کا راستہ ہے اور یہ تو نقشہ سے

انسان کامل اور فرشتۂ رحمت کا ظہور ہوا۔ دعائے خلیل اور نوید مسیحا کو خلعتِ وجود ملا۔ ساری مخلوق نے اس کا استقبال کیا۔ تقریب ولادت میں ایوان کسریٰ لرز گیا۔ فارس کی ایکہزار سال کی آتشِ سیال گل ہو گئی (مواہب لدنیہ خطیب عسقلانی م شرقیہ مصر جلد اول ص ۲۳ سنہ ۱۹۰۷ء

اسنے دنیا میں آکر اخلاق و تمدن کی معجزانہ تعلیم دی وحشیوں کو انسان بنایا سوئی ہوئی طاقتوں کو بیدار کیا۔ قریش کے زور آور سردار خاک میں ملگئے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ گئے۔ ابوجہل و ابو لہب کے نام مٹ گئے۔

آج دارا و اسکندر نہیں نپولین و لنکن نہیں۔ ارسطو و بقراط و جالینوس نہیں شکسپیر و ملٹن نہیں۔ نیوٹن و ڈارون نہیں۔ لیکن عبداللہ کے یتیم اور ابوطالب کے بھتیجے کا نام کہاں نہیں لیا گیا اور کہاں نہیں پکارا جاتا۔

کشمیر کے سبزہ زاروں میں دکن کی پہاڑیوں میں۔ ہمالیہ کی چوٹیوں میں گنگا کی وادیوں میں۔ بحر ہند کی موجوں میں۔ چین میں جاوا میں۔ مصر میں ترکستان میں۔ بخارا میں اسکی تعریف کے گیت گائے جاتے ہیں۔

ترکی میں نجد میں یمن میں حبش میں۔ طرابلس میں۔ پیرس میں۔ برلن کی آبادیوں میں آج بھی اس کے نام پر درود پڑھا جاتا ہے۔

مقالہ طویل ہوگیا۔ یہ الواعظ بعثت نمبر کیلئے نہایت عجلت میں قلمبند ہوا تھا جس کا کچھ حصہ الواعظ کی سات آٹھ قسطوں میں شائع ہوا۔ سکریٹری صاحب اسلامیہ مشن کانپور کے اصرار سے کافی تغیر و اضافہ کیساتھ یہ کتابی صورت میں آرہا ہے۔

کاش کوئی صاحب اس موضوع کے دوسرے حصہ (کائنات بعد اسلام) پر قلم اٹھائیں اگر مجھے فرصت ہوئی تو انشاءاللہ میں خود ہی کچھ لکھونگا

خادم قوم و ملت مجتبیٰ حسن موسوی کامون پوری۔ ماہ صیام ۱۳۵۲ھ ازاوناؤ



